فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه اولئک الذین هداهم الله واولئک هم اولوا الالباب

[illegible]

الحمد للہ علی احسانہ و الشکر کہ رسالہ چہل حدیث مع تخریج و تشریح علامات مہدی و مسیح مسماۃ بہ

مسک العارف

مولوی سید محمد حسن مؤلف رسالہ ہذا نے مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں طبع کرایا

[illegible]

دفعہ اول　　تعداد جلد ۱۴۰۰　　قیمت فی جلد ۴ر

فہرست مضامین احادیث رسالہ مسک العارف مرتبہ سید محمد اسمٰعیل غلام کبریا سلمہ اللہ تعالیٰ فرزند مؤلف دام فیضہ

مسلک العارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تمہید

اما بعد سید محمد احسن امروہی بخدمت ناظرین رسالہ ہذا گذارش کرتا ہے کہ یہ امر تو واضح ہے کہ انبیا علی نبینا وعلیہم السلام کی اکثر پیشین گوئیوں میں اکثر احبار سابق نے بھی ٹھوکر کھائی ہے دیکھو یہود اہل کتاب کو اب تک وے نہ حضرت عیسیٰ کو نبی برحق مانتے ہیں اور نہ حضرت یحییٰ کو جو بقوت ایلیا آئے تھے برحق تسلیم کرتے ہیں علی ہذا القیاس ہمارے پیغمبر سید المرسلین خاتم النبیین صلعم کو احبار یہود و نصاریٰ نے تصدیق نہ کیا باوجودیکہ یہ اہل کتاب آنحضرت صلعم کے سخت منتظر تھے اور خود ایک فریق اہل اسلام میں سے خلفاء اربعہ کی پیشین گوئی استخلاف کو آج تک تصدیق نہیں کرتا وجہ اس ٹھوکر کھانے کی یہ ہے کہ اہل ہوا ان امور کو جو محکمات سے ہیں تبدیل و تحریف کر کر متشابہات کے اون معانی کیطرف لاتے ہیں جو انکے خیالات کے موافق ہوتے ہیں اور متشابہات کو محکمات کیطرف رجوع نہیں کرتے حالانکہ متشابہات جو محتمل الوجوہ ہوتے ہیں اونکے معانی وہی کرنے چاہئیں جو موافق محکمات کے ہوویں کیونکہ محکمات تو وہی ہیں جو سوا ایک وجہ واحد کے دوسرے معنے کا احتمال ہی نہیں رکھتی ہیں اسواسطے اللہ تعالیٰ نے آیات محکمات کو ھن ام الکتاب فرمایا ہے یعنے آیات محکمات

مثل اصل اور کتاب کی جڑ کے ہیں۔ اور یہ قاعدہ عقلیہ بھی ہے کہ کُلّ شئ یرجع الےٰ
اصلہ۔ یعنے ہر ایک شی بالطبیعت اپنے اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔ دیکھو ماں بچے کو
ہر چند زجر و توبیخ کرے مگر بچہ ماہی کی طرف رجوع کیا کرتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ ماماری لیکن
بچہ ماہی ما پکارے۔ تمام شاخوں کا رجوع بھی بالآخر درخت کی جڑ کی طرف ہو جایا کرتا ہے۔
اسیواسطے اللہ تعالےٰ نے ایسے لوگوں کا نام جو متشابہات کی پیروی اپنی رایوں کے بموجب
کیا کرتے ہیں الذین فی قلوبھم زیغ رکھا ہے۔ یعنے وہ لوگ کہ اُنکے دلوں میں کجی ہے
پس جو شخص معانی متشابہات کو محکمات کی طرف رجوع نکرے وہ عقلاً و نقلاً ایک ٹیڑھی کجی پر ہے لیکن جو لوگ متشابہات کو محکمات کی طرف رجوع کرتے
رہیں اُن کا نام اللہ تعالےٰ نے راسخون فی العلم رکھا ہے یعنے علم میں راسخ اور مضبوط۔ لیکن ان راسخین فی العلم کا یہ کلیم
ہونا بھی ضروری ہے کہ اپنے پروردگار سے یہ دُعا بھی کرتے رہیں کہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ
اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ یعنے اے رب
ہمارے مت مائل کیجیو دل ہمارے متشابہات کے اُن معانی کی طرف جو مخالف محکمات کے
ہوں بعد اسکے کہ ہدایت کی ہے تو نے اُن تاویلات صحیحہ کیطرف جو موافق محکمات کے ہیں
اور بخش تو ہمارے لئے اپنے نزدیک سے ایسی رحمت کہ ہم مطلع ہوتے رہیں اُن تاویلات پر
جو موافق ہوں محکمات کے بہ تحقیق تو ہی بڑا بخشنے والا ایسے اسرار اور معارف کا ہے جو موافق
محکمات کے ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ یہ آیت سورہ آل عمران کی ہے جسمیں حضرت
عیسےٰ کی نسبت بہت سے وہ اختلافات اہل کتاب زائل کئے گئے ہیں جو اہل کتاب سابق
میں پڑے ہوئے تھے۔ اور نیز وہ اختلافات بھی جو قیامت تک حضرت عیسےٰ کی نسبت
واقع ہونگے اُنکا بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔ پس ہم پر نہایت درجہ کا فرض اور واجب ہے
کہ اس اختلاف میں جو حضرت عیسےٰ موعود کے نزول کے بارہ میں اب ہو رہا ہے اس الٰہی
و قرآنی قانون کو ہاتھ سے نہ دیویں اور اسی اصل محکم کو دانتوں سے مضبوط پکڑے رہیں۔
تاکہ الذین فی قلوبھم زیغ کے وعید سے محفوظ و مصئون رہیں۔ اور ثانیاً یہ بات بھی یاد رکھنی

ضروری ہے کہ ہر ایک قرن اور صدی میں اللہ تعالیٰ مہدی اور مجدد اسلام کی تائید کیلئے بھیجتا رہا ہے۔ احادیث و اخبار میں جو مہدی مختلف مصداق کے مذکور ہوئے ہیں بعض علماء نے اُن سب مختلف احادیث کا مصداق ایک شخص کو کرنا چاہا ہے جو ہرگز ممکن نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی بہت بڑی غلطی ہے۔ مجمع اضداد کا ایک شخص کیونکر ہو سکتا ہے٭ ان سب باتوں پر نظر کر کے حسب فرمایش حضرت محب مکرم اخونا الاکرم جناب **نواب محمد علی خاں صاحب** رئیس خاندان ریاست مالیر کوٹلہ دام اللہ اجلالہ و زید اقبالہ کے یہ رسالہ اربعین عاجز نے لکھا جو تتمہ ہے رسالہ اعلام الاعلام کا۔ اسمیں وہ احادیث مندرج کیگئی ہیں جن کا مصداق **واقع ہو چکا** ہے۔ لہذا ہمکو اب کچھ ضرورت نہیں رہی کہ ان احادیث کی تصحیح و تضعیف میں بحث کریں۔ کیونکہ امر واقعہ نے اُس حدیث کے مصداق کو خود تصحیح کر دیا اور نیز معنے اُس حدیث کے محکم ہو گئے۔ اسمیں بھی تاویل کی گنجائش نہ رہی۔ مثلاً حلیہ مسیح میں جو بڑے بڑے اختلافات تھے جبکہ یہہ ثابت ہو گیا کہ مسیح دو ہیں ایک نبی بنی اسرائیل دوم مجدد صدی چہار دہم جس کا نام بھی بسبب چند مناسبات کے عیسیٰ ابن مریم ہی ہے۔ تو ان احادیث مختلفہ میں اب تاویل کرنے کی کوئی ضرورت باقی نہ رہی وہا انا شرع فی المقصود و بہ نستعین۔

حدیث اوّل

عن ابن عمر ان رسول اللہ صلعم قال بینا انا نائم اطوف بالکعبة فاذا رجل آدم سبط الشعر تنطف او تھراق راسہ ماء قلت من ھذا قالوا ابن مریم رواہ البخاری حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ تحقیق رسول صلعم نے فرمایا کہ حالت خواب میں طواف کر رہا ہوں میں کعبۃ اللہ کا۔ پس یکایک ایک آدمی گندمی رنگ سیدھے بال والا ہے۔ اُس کے بال ایسے صاف کہ گویا سر سے پانی ٹپک رہا ہے میں نے کہا یہ کون ہے۔ ملاء اعلیٰ نے جواب دیا کہ یہ

٭ اور شاید یہ امر بھی ضروری اور فرض ہے کہ بمقابل ادلہ قویہ و مستند کے ادلہ ضعیفہ غیر مستند کو قلم انداز کیا جاوے جیسا کہ علم اصول کا قاعدہ ہے۔ منہ

کہ یہ ابن مریم ہے روایت کیا اسکو بخاری نے متعدد جگہ میں ۴۸۹ و ۸۷۶ و ۱۰۵۵ وغیرہ
ف بخاری میں چونکہ دو حلیہ مختلف مذکور ہیں ایک تو یہی جو مذکور ہوا اور دوسرا حلیہ یہ ہے
فاما عیسیٰ فاحمر جعد عریض الصدر پس لیکن عیسیٰ پس وہ تو سرخ رنگ ہے
گھونگر والے بال چوڑے سینہ والا۔ لہذا اس اختلاف حلیتین سے ثابت کہ عیسیٰ بن مریم
دو ہیں اول نبی اسرائیلی دوم امت محمدیہ میں سے بنام مسیح ایک مجدد ہے جو مصداق ہو
کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم فامکم اور امامکم منکم کا اور کتب حدیث
خصوصاً بخاری مسلم کو جو بہ نظر غائر دیکھا جاوے تو واضح ہوتا ہے۔ کہ مسیح محمدی کا حلیہ
تو پہلا ہے اور مسیح اسرائیلی کا حلیہ دوسرا ہے۔ کیونکہ پہلے حلیہ والے مسیح موعود کے ساتھ
دجال کا ذکر ضرور کیا گیا ہے۔ اور مسیح اسرائیلی کے ذکر میں دجال کا ذکر نہیں فتفادقا
وتباینا والحمد للہ کہ یہ حلیہ حضرت اقدس میں موجود ہے

حدیث دوئم

عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم المہدی
منی اجلی الجبہۃ اقنی الانف یملاء الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت
ظلماً وجوراً یملک سبع سنین رواہ ابو داؤد کذا فی المشکواۃ
فی باب اشراط الساعۃ ورواہ الحاکم ایضاً۔ حضرت ابی سعیدؓ سے روایت ہے
کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلعم نے مہدی موعود مجھ سے ہی ہے روشن پیشانی والا
اونچی ناک والا بھر دیگا زمین کو انصاف اور عدل سے جیسا کہ وہ پر ہو گئے تھے ظلم اور
جور سے حلیہ بطور ملکیت کے رہیگا اوسکو سات برس تک یعنے اوسکی حجت و برہان تمام
دنیا میں سات برس تک رہیگی ایسی ہی ہے مشکواۃ شریف میں قیامت کے علامات کے بیان میں
اور روایت کیا ہے۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی **ف** چونکہ یہ مہدی صدی چہار دہم کا مصداق

لامھدی الا عیسے کا ہے لہذا حلیہ مہدی کا جو اس حدیث میں مذکور ہے وُہ بھی اسمیں موجود ہے یعنی روشن پیشانی اونچی ناک اور بسیط الارض کا پُر ہو جانا ظلم سے بھی اسوقت میں ظاہر ہے کہ صلیب پرستی مذہب تثلیث کی تمام دُنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور شرک سے بڑھکر کونسا ظلم ہو گا کہ اِنَّ الشرک لظلم عظیم بتحقیق شرک البتہ بڑا ہی ظلم ہے۔ اور سات برس تک غلبہ اسلام و توحید کامل کا دُنیا میں ہونا متوقع بہ توقع یقینی ہے۔ کیونکہ الہامات مندرجہ براہین وغیرہ میں یہ غلبہ و فتح اسلام مذکور ہو چکا ہے۔ پس ہو سکتا ہے کہ اسطرحکا غلبہ کامل سات برس تک رہے۔ کیونکہ جب اکثر اجزا پیشین گوئی مندرجہ حدیث بالا کے واقع ہو چکے تو پھر بقیہ ایک جزو کا واقع ہونا بھی بتیقین ہو گیا پس یہ زمانہ غلبہ اسلام کا ہے ساتھ حجت نہ ساتھ سیف کے

حدیث سوم

تقوم الساعۃ والروم اکثر الناس رواہ احمد و ابو داؤد۔ قیامت قائم ہو گی اوس حال میں کہ نصارا سب لوگونسے زیادہ ہونگے روایت کیا اسکو احمدؒ نے اور ابو داؤدؒ نے۔

ف جمع الغائۃ فی البدا والنہایۃ میں لکھا ہے۔ وازانجملہ کثرت حکومت نصارای است مسلم از مستورد روایت کردہ کہ فرمود رسول خدا صلعم برپا شود قیامت و باشند روم بیشتر از ہمہ کس مراد بروم درینجا نصرانیانند کہ قریب زمانہ قیامت بسیار شوند و حاکم اکثر زمین گردند۔ و مصداق اینخبر از مدت یکسال بلکہ زیادہ در عالم موجود و مشہود است در رسالہ حشریہ نوشتہ چون جملہ علامات حاصل شود و قوم نصارا غلبہ کنند و بر ملکہا بسیار متصرف شوند انتہی والحمد للہ کہ اپنے وقت موعود پر مسیح موعود مبعوث ہو گیا اور ایک روز کا بھی اوسکے آنے میں تجاوز نہ ہوا اور کیونکر ہوتا حدیث صحیح میں موجود ہے کہ اگر ایام دنیا میں سے ایک دن بھی باقی رہے تو بھی اوسکو اللہ تعالےٰ دراز کر کے مبعوث فرماویگا

حدیث چہارم

عن ابی ھریرۃ قال فیما اعلم عن رسول اللہ صلعم ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا

رواہ ابو داؤد

هکذا فی المشکوٰۃ فی کتاب العلم ورواہ الحاکم فی المستدرک۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہی کہا انھوں نے بیچ اُن حدیثوں کے کہ جانتا ہوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بتحقیق اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے اس اُمّت کے انتفاع کے لئے ہر ایک صدی کے سر پر ایسے شخص کو کہ تازہ کر دیتا ہے اُسکے لئے اُسکے دین اسلام کو روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے اسیطرح ہے مشکوٰۃ شریف میں بیچ کتاب العلم کے اور روایت کیا اُسکو حاکم نے مستدرک میں

ف اس چودھویں صدی میں سے چودہ برس گذر چکے پندرھواں شروع ہی اور پیشین گوئی مخبر صادق کی جو حدیث صحیح سے ثابت ہی وہ نعوذ باللہ جھوٹی نہیں ہو سکتی کیونکہ کوئی دوسرا ایسا مجدد جو اسوقت اپنا فرض منصب ادا کر رہا ہو موجود نہیں ہے۔ پس ہر مومن کو جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان رکھتا ہے لازم اور واجب ہی کہ اس امام برحق کو جسکی تصدیق صدہا آیات اللہ سے ثابت ہوتی ہے تسلیم کرے ورنہ بالآخر رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔ الحمد للہ الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله۔

حدیث پنجم

صفات مسیح موعود میں سے بروایت احادیث متفق علیہ یہہ صفت بھی ہی کہ یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر۔ توڑیگا وہ صلیب کو اور قتل کریگا وہ سور کو۔ اور شراح حدیث اسکی شرح میں لکھتے ہیں ای یبطل دین النصرانیة بالحجج والبراهین قاله الطیبی وغیرہ۔ یعنے باطل کریگا وہ دین نصرانیۃ کو حجتوں اور برہانوں سے۔ کہا ہے اسکو شارح طیبی وغیرہ نے۔ اس حدیث صحیح متفق علیہ سے بھی ثابت ہی کہ مسیح موعود وقت غلبہ صلیب پرستی کے آویگا جب کہ دنیا بھر میں مذہب نصاریٰ کا جو صلیب پرستی ہے پھیل جاوے گا۔ اگر مخالفین اپنے خیال مخالفانہ سے قطع نظر کرکے تھوڑی دیر کے واسطے اُن امور پر نظر کریں جنسے حضرت اقدس مسیح موعود نے کسر صلیب اور قتل خنزیر کیا ہے تو بالضرور تصدیق کریں کہ مسیح موعود مصداق حدیث

مذکور کا بھی ہے۔ خصوصاً جبکہ بہ لحاظ بطن حدیث کے کہ اعداد اُسکے ۱۸۹۷ ء ہوتے ہیں غور کیجاوے تو تعین وقت کسر صلیب اور قتل خنزیر کا بھی متعین ہو سکتا ہے۔ والحمد للہ

حدیث ششم

حدیث نواس بن سمعان میں موجود ہے فقال ان یخرج وانا فیکم فانا حجیجہ دونکم وان یخرج ولست فیکم فامرء حجیج نفسہ واللہ خلیفتی علی کل مسلم الی قولہ صلعم اذ بعث اللہ المسیح بن مریم۔ پس فرمایا آنحضرت صلعم نے اگر وہ دجال نکلا اُس حال میں کہ مَیں تم میں ہوں تو میں بحجت اُسپر غالب آونگا تمھاری اوٹ ہوکر۔ اور اگر نکلا وہ درآنحالیکہ میں تم میں نہیں ہوں تو ہر ایک آدمی بنفسہٖ غالب آنیوالا ہے اُسپر اور اللہ تعالی میری طرف سے نائب ہوگا واسطے تائید کے ہر مسلم پر۔ یہانتک آنحضرت نے فرمایا کہ ناگاہ بھیجے گا اللہ تعالی مسیح بن مریم کو۔ ف اس حدیث سے ثابت ہی کہ مقابلہ مسیح کا دجال سے بحجت وبرہان وادعیہ کے ہوگا نہ سیف وسنان سے۔ اور یہہ بھی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب فتنہ دجالیہ انتہا درجہ کو پہونچے گا اور اہل اسلام میں قوت اُسکے مدافعت کی نہ رہے گی تب دفعتہً اللہ تعالیٰ اپنے وقت موعود پر مسیح بن مریم کو مبعوث فرماوے گا۔ چنانچہ ایسا ہی کچھ واقع ہوا ہے۔ والحمد للہ

حدیث ہفتم

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب رواہ البخاری۔ صفحہ ۴۹۰۔ حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہی کہا انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان

* روایت احمد بھی موید اسی معنی کی ہے کما فی مسند احمد ویرجع السلم وتتخذ السیوف مناجل وتذھب

ہے البتہ قریب ہے کہ اوتریگا تم میں ابن مریم درانحالیکہ فیصلہ کرنے والا ہوگا انصاف مجسم پس توڑے نگا وہ صلیب کو او قتل کریگا خنزیر کو اور سیفی لڑائی کو اوٹھا رکھیگا روایت کیا اسکو بخاری نے اور حاکم کے الفاظ میں فیدق الصلیب (پس کوٹے گا وہ صلیب کو) بھی وارد ہے۔ مصداق اس جملہ یضع الحرب کا بھی کامل طور پر واقع ہو چکا اور ہو رہا ہے۔ چنانچہ کتاب البریہ اور تمام رسایل شایع شدہ سابقہ سے واضح ہے

حدیث ہشتم

عن عمران بن حصین رضؓ قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول ما بین خلق ادم الی قیام الساعۃ امرٌ اکبر من الدجال رواہ مسلم۔ ایضاً قال اللہ تعالی لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس قال البغوی فی تفسیرہ الناس الدجال۔ حضرت عمران بنی حصین سے روائیت ہے۔ کہا اونہوں نے سُنا مینے رسول اللہ صلی اللہ وسلم سے فرماتے تھے کہ حضرت ادم سے لیکر قیامت تک کوئی امر بڑا دجال سے زیادہ نہیں ہے روائیت کیا اسکو مسلم نے۔ بھی فرمایا اللہ تعالے نے البتہ پیدا کرنا اسمانوں اور زمین کا بڑا زیادہ ہے پیدا کرنے آدمیوں سے۔ کہا ہے امام بغوی نے اپنی تفسیر میں مراد ناس سے دجال ہے۔* یہ امر یعنے فتنہ دجالی مشاہد اور محسوس ہو رہا ہے کہ آج تک کوئی تاریخ ایسے فتنہ عظیم الشان کی جو اسلام پر وارد ہو رہا ہے خبر نہیں دے سکتی۔ کہ کروڑ ہا کتابیں توہین و تحقیر اسلام میں پادریاں نصاری وغیرہ کیطرف سے شائع ہو چکیں کیا اب بھی مسیح موعود اللہ کیطرف سے۔ اسلام کی تائید کے لئے نہ آتا پس بطور دلیل انی کے اس حدیث سے اوپر وجود مسیح موعود کے۔ کیسا قوی استدلال ہے۔

حدیث نہم

* اس قول سے وحدت شخصی دجال کی رد ہو گئی۔

عن ابی هریرۃ قال کنا جلوسًا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانزلت علیہ سورۃ الجمعۃ واخرین منھم لما یلحقوا بھم قال قلت من ھم یارسول اللہ فلم یراجعہ حتی سال ثلثاً وفینا سلمان الفارسی فوضع رسول اللہ صلعم یدہ علی سلمان الفارسی ثم قال لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال او رجل من ھؤلاء وفی مسلم لو کان الدین عند الثریا لذھب بہ رجل من فارس او قال من ابناء فارس حتی تناولہ رواہ مسلم۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہا انہوں نے کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے نزدیک نبی صلعم کے پس نازل کیگئی آنحضرت صلعم پر سورہ جمعہ اس آیت تک اور یہ رسول تعلیم کریگا دوسرے لوگوں کو جو انہیں میں سے ہیں اور ابھی تک نہیں ملے وہ اُنسے کہا ابوہریرہ نے عرض کیا مینے یارسول اللہ یہ دوسرے لوگ کون ہیں تب آپنے جواب نہ دیا یہاں تک کہ تین مرتبہ پوچھا اور ہم میں سلمان فارسی بھی تھے پس رکھا ہاتھ آنحضرت صلعم نے حضرت سلمان فارسی پر پھر فرمایا اگر ہو جاوے ایمان ثریا کے نزدیک بھی البتہ پالینوینگے اُسکو آدمی ان لوگوں میں سے اور مسلم میں ہے اگر ہو جاوے گا دین ثریا پر البتہ لے لیویگا اوسکو ایک آدمی فارس میں سے یا فرمایا ابناء فارس سے یہان تک کہ قبضہ میں کر لیویگا اوسکو روایت کیا اسکو مسلم نے۔ بعض علماء اور شراح حدیث نے مصداق اس حدیث کا بعض محدثین کو لکھا ہے اور بعض فقہا نے حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کو مصداق اس حدیث کا قرار دیا ہے۔ لیکن یہ آئمہ حدیث اور حضرت امام اعظم مصداق اس حدیث کے ہرگز نہیں ہو سکتے کیونکہ زمانہ تابعین یا تبع تابعین میں علم دین بسیط الارض سے منعدم نہیں ہو گیا تھا۔ جو جملہ لو کان الدین او العلم او الایمان عند الثریا سے مفہوم ہوتا ہے۔ اور نہ کسی نے اون میں سے دعوائے مصداق ہونے اس حدیث کا اپنے لئے کیا ہے۔ پھر یہ

آئمہ محدثین یا امام اعظم صاحب اس حدیث کے مصداق کیونکر ہو سکتے ہیں۔ ہاں البتہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ اوسکو کہہ سکتے ہیں کہ علم دین و ایمان زمین سے منہدم ہوکر ثریا پر جو اعلے ترین مقامات ہی چلا گیا اور معہذا اس مجدد صادق کو الہام بھی بڑے زور و شور سے ہوا ہے۔ کہ مصداق اس حدیث کا وہی ہے۔ پھر علاوہ یہ کہ بطن آیت و آخرین منہم لما یلحقوا بہم کا بھی اوسکے بلوغ روحانی کے سنہ کو تبلا رہا ہے اور دیگر آیات الہیہ بھی اوسکی تصدیق کر رہی ہیں فتعین انہ ھو المصداق لھذا الحدیث ظھرا و بطنا و اذا جاء نھر اللہ بطل نھر معقل[۱]

حدیث دہم

حدیث نواس بن سمعان میں ہے۔ ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم قال رایت ابن مریم یخرج من تحت المنارۃ البیضاء شرقی دمشق رواہ ابن عساکر وفیہ فیقول النصاری ھذا الدجال الذی انذرنا وفیہ ایضا و من مس ابن مریم کان من ارفع الناس قدرا و یعظم مسہ رواہ ابن عساکر کذا فی المنتخب کنز العمال بتحقیق رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دیکھا میں نے ابن مریم کو نکلتے ہوئے ایک جگہہ نورانی اور سفید کے نیچے سے جو دمشق کے مشرق کیجانب ہے۔ روایت کیا ان الفاظ کو ابن عساکر نے اور اسمیں ہے پس کہینگے نصارای یہ دجال ہے جس سے ہم نے ڈرایا ہے اور اُسی میں ہے جسنے چھوا ابن مریم کو ہوگا وہ بلند ترین آدمیوں سے از روئے قدر کے اور اُسکا چھونا عظیم ہوگا روائیت کیا اسکو ابن عساکر نے۔ **ف** اس حدیث میں منجملہ اوسکی دیگر صفات کے اوسکی خروج اور نزول کا ٹھیک پتا اور نشان یہ دیا کہ محل خروج اوسکا دمشق سے ٹھیک جانب مشرق کو ہوگا چنانچہ موضع قادیان تخمینا بتیسویں[۳۲] درجہ

[۱] معقل بن یسار ایک صحابی تھے جنکی ایک نہر تھی شہر بصرہ میں ۱۲

پر جانب شرق کو دمشق سے واقع ہے اور شہر دمشق تقریباً درجہ ۳۳ پر غرب کو واقع ہوا ہے اور منارہ صیغہ ظرف کا ہے جسکے معنے محل نور کے ہیں دیکھو براہین کے الہام کو جسکو الہام ہوے پندرہ یا سولہ برس ہو چکے دبخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پاے محمدیاں برمنارہ بلند محکم تر افتاد) اور روائیت مسلم ہیں جو عند منارۃ البیضاء شرقی دمشق ہے یعنے نزدیک ایک جگہہ نورانی کے جو دمشق کے شرقی جانب میں۔ ہے۔ حدیث ابن عساکر اوسکی مفسر ہے اور تخصیص دمشق کی وجہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم دمشق کیطرف ایک توجہ خاص رکھتے تھے چنانچہ ملاحظہ احادیث سے ظاہر ہے۔ کسی حدیث میں آپنے اوسکو خیر منازل المسلمین بہترین منزلون مسلمانوں کا۔ فرمایا ہے اور کسی حدیث میں اُس کو خیر مدائن الشام بہترین شہروں شام کا۔ فرمایا ہے اور کسی مقام پر اوسکو مقیل المسلمین من الملاحم ارام گاہ مسلمانوں کا لڑائیوں سے فرمایا ہے اور کہیں پر اکبر مدائن الشام بہت بڑا شہر شام کے شہروں میں سے۔ فرمایا ہے لہذا یہ استبعاد ہوتا ہے کہ شائد دمشق ہی نزول گاہ عیسے بن مریم ہو گا لہذا واسطے دفع کرنے اس شبہ کے ارشاد ہوا کہ محل نزول عیسے بن مریم موعود خاص دمشق نہیں ہے بلکہ دمشق کے شرقی جانب میں محل نزول مسیح موعود ہوگا۔ جواب قادیان متعین ہوا۔

حدیث یازدہم

عن ثوبانؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصابتان من امتی احرزھما اللہ من النار عصابۃ تغزو الھند وعصابۃ تکون مع عیسے ابن مریم اخرجہ النسائی فی باب غزوۃ الھند رواہ ایضاً احمد والضیاء عن ثوبان۔ حضرت ثوبان رض سے روائت ہے کہا اُنہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو گروہ ہیں میری امت میں سے کہ اون دونوکو بچالیا

ہے اللہ تعالے نے اگ سے ایک گروہ ہے جو ہند میں جہاد کریگا اور بمقابل اوس کے
دوسرا گروہ ہندی وہ ہے جو عیسے بن مریم موعود کے ساتھ ہوگا روایت کیا اسکو نسائی
نے باب غزوۃ الہند میں اور نیز روایت کیا اوس کو احمد نے اور ضیا نے ثوبان سے۔

ف اس حدیث سے بھی استدلال ہو سکتا ہے کہ عیسی موعود ہند میں ہی ہونگے
کیونکہ امام نسائی نے باب غزوۃ الہند میں دونوں گروہونکو ذکر کیا اور خود رسول کریم نے
گروہ جماعت عیسے موعود کو قسیم گردانا جماعت اولی غازیان ہند کا اور مقسم اندونوں گروہوں
کا وہی باب غزوۃ الہند ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ہر ایک قسیم اپنی مقسم میں داخل ہوتا
ہے فرق ہے تو اسقدر ہے کہ اول گروہ وہ ہے جو غزوہ کریگا اور دوسرا گروہ غزوہ ہرگز
نہ کریگا جو مسیح بن مریم کا گروہ ہے اور ہر گاہ موید اس استدلال کی دوسری حدیثیں بھی موجود
میں توپھر اس گروہ عیسے موعود کو خارج از ہند قرار دینا کیا ضرور ہے اور چونکہ حضرت ادم علی
نبینا وعلیہ السلام بھی سرزمین ہند میں پیدا ہوئے اور حضرت عیسی کو حضرت آدم سے
ایک قسم کی مناسبت بھی ہے کما قال تعالی ان مثل عیسے عند اللہ کمثل ادم
بتحقیق مثل عیسے کے نزدیک اللہ تعالے کے مانند مثل ادم کے ہے۔ پس حضرت عیسے موعود
کو بھی ملک ہند سے ایک قسم کی مناسبت عقلی بھی پیدا ہوگئی اور یہی وجہ ہے کہ حضرت
اقدس کو یہ الہام بھی ہوا ہے۔ انی اردت ان استخلف فخلقت ادم
اور کما قال ولنعم ما قیل۔ **ع** کانت لادم ارض الهند منهبطا
وفیه نور رسول الله مشعول * من ههنا مستبین ان مهدینا
من هند من سیوف الله مسلول۔ تحقیق مینے ارادہ کیا ہے کہ خلیفہ کروں پس
پیدا کیا میں نے آدم کو یا جیسا کہ فرمایا اور کیا اچھا کہا گیا ہے۔ زمیں ہند کی آدم کیلئے جگہہ اترنیکی ہے
اور اسمیں نور رسول اللہ صلعم کا روشن کیا گیا۔ اسجگہہ سے ظاہر ہے کہ تحقیق مہدی ہمارے
ہندوستان سے ہیں اور تبلیغ حق میں اور برہان کی رو سے اللہ تعالے کے اذن تلوار ونسے

ہیں جو برہنہ ہیں +

حدیث دوازدہم

الا انہ فی بحر الشام او بحر الیمن لا بل من قبل المشرق ما ھو واوما بیدہ الی المشرق رواہ مسلم۔ فی حاشیہ المشکواۃ ای بل الذی علم کونہ قبل المشرق وھذا معنی نفی الاولیین واثبات الثالث لمعات ایضا فیھا وقولہ ما ھو قیل ما زائدۃ ولیست بنا فیۃ ای یدخل من قبل المشرق ھو الی اخر الحاشیہ مشکواۃ صفحہ ۶، ۴۷۔ آگاہ ہو جاؤ تحقیق وہ دجال کیا بحر شام میں ہے یا بحر یمن میں ہی نہیں بلکہ وہ مشرق کیطرف سے ہے اور اشارہ کیا آنحضرت صلعم نے مشرق کیطرف روائیت کیا اسکو مسلم نے حاشیہ مشکوۃ میں لکھا ہے اے بلکہ وہ امر کہ معلوم ہوا ہے ہونا اس دجال کا مشرق کیطرف ہے اور یہی معنے ہیں دو اول شقوں کے نفی کرنے اور شق سوم کے ثابت کرنیکی۔ لمعات میں لکھا گیا ہے یہی اوس میں لکھا ہے کہ ما حدیث میں زائدہ ہے نافیہ نہیں ہے یعنے وہ مشرق کیطرف سے داخل ہوگا آخر حاشیہ تک۔ اس حدیث سے دجال کا مشرق میں ہونا ثابت ہوا جیسا کہ مسیح کا مشرق میں ہونا سابق واضح ہو چکا وھو المطلوب اور یہی تو مطلوب ہے

حدیث سیزدہم

وعن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسے بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسے ابن مریم فی قبر واحد

بین ابی بکر و عمر رواہ ابن جوزی فی کتاب الوفاء۔ اور روائت ہے عبداللہ بن عمر سے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اترینگے عیسٰے بن مریم ایک خاص زمین کیطرف پس وہ نکاح بھی کرینگے اور آپکے لڑکے بھی پیدا ہونگے اور ٹھہرینگے پینتالیس برس تک پھر وفات پاوینگے پس دفن کیے جاوینگے میری قبر میں پس کھڑا ہونگا میں اور عیسٰے بن مریم ایک قبر میں سے جو درمیان ابوبکر و عمر کے ہے روائت کیا اسکو ابن جوزی نے کتاب الوفا میں۔ **ف**۔ اس حدیث میں جو تزویج و تولد ولدان مذکور ہے اگر رسمی طور پر اُسکو مانا جاوے تو اُسکے ذکر سے کوئی نتیجہ معتدبہا حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ بطور خرق عادت اور نشان آلہی کے نہ مانا جاوے چنانچہ اس مسیح موعود کی نسبت یہ تزویج اور تولد ولد بطور نشان آلہی کے مشتہر ہو چکا ہے اور حضرت عیسٰے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مطہر میں دفن ہونے سے مراد معیت برزخی ہے نہ یہ کہ باوجود موجود ہونے جسد مطہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد حضرت عیسٰے کا بھی اوسی قبر رسول مقبول میں یعنے اوس کو کھود کر دفن کیا جاوے ونعوذ باللہ منہ اور ہم اللہ تعالٰے سے پناہ مانگتے ہیں ایسی باتونسے

حدیث چہاردہم

وعن عبد اللہ بن الحارث بن الجزء الزبیدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الناس من المشرق فیوطئون المھدی سلطانہ اخرجہ ابن ماجہ فی فصل خروج المھدی۔ اور حضرت عبداللہ ابن حارث کہ وہ بیٹے جزء زبیدی کے ہیں روائت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نکلیں گے کچھ آدمی مشرق سے پس جگہہ دیوینگے وہ مہدی کو جو سلطان مشرق ہے روائت کیا اوسکو ابن ماجہ نے۔ بیچ فصل نکلنے مہدی موعود کے

ف - اس حدیث میں مہدی موعوُد کو سلطان مشرق کہا گیا اور دیکھو الہامات مندرجہ براہین میں بھی **لقب سلطان احمد مختار** کا مندرج ہے اور یہ جو فرمایا گیا کہ کچھ لوگ مشرقی اوسکی امداد کرینگے اوسکا مصداق بھی جماعت مدراس شلاً محب مکرم حضرت سیٹھ **عبدالرحمن** صاحب و **محمد صالح** صاحب و مولوی **سلطان محمود** صاحب وغیرہم ہیں اللّٰھم بارک فی اموالھم وفی تجاراتھم واولادھم امین - یا اللہ برکت دے تو اونکے مالون میں اور اُنکی تجارات میں اور اُنکی اولاد میں یا اللہ تو ایسا ہی کیجیو۔

حدیث پانزدہم

شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار میں جو ۸۴۰ھ میں تالیف ہوئی تھی مہدی موعود کے بارے میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں در اربعین آمدہ است کہ خروج مہدی از قریہ کدہ باشد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدہ، ویصدقہ اللہ تعالی ویجمع اصحابہ من اقصی البلاد علی عدۃ اھل بدر بثلاث مائۃ وثلاثۃ عشر رجلا ومعہ صحیفۃ مختومۃ فیھا عدد اصحابہ باسمائھم وبلادھم وخلالھم - فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلے گا مہدی ایک گاؤں سے جسکو کدہ کہا جاوے گا اور اللہ تعالے اسکو سچا کریگا اور جمع کریگا اوُسکے اصحاب کو بڑے دور شہروں سے اوپر شمار اہل بدر کے جو تین سو تیرہ آدمی ہونگے اوُسکے پاس ایک صحیفہ ہوگا چھپا ہوا جس میں اوُسکے اصحاب مخلصین کا شمار ہوگا معہ اونکے ناموں کے اور معہ اونکے شہرونکے اور معہ اوُن کی عادتوں کے **ف** اس حدیث کو حضرت اقدس نے **ضمیمہ انجام آتھم**

میں تحریر فرمایا ہے۔ یہ حدیث دیگر کتب اشراط الساعۃ میں درفصل مولد مہدی موعود
بھی مذکور ہے چنانچہ حجج الکرامۃ میں بصفحہ ۳۵۸ لکھا ہے۔ و در ارشاد المسلمین
گفتہ مولد وے در دہے باشد کہ آنرا کرعہ گویند امام مستغفری در دلائل النبوۃ
باسناد خود مثل آن از ابن عمر آوردہ و ابوبکر مقری گفتہ برائید از قریہ کہ آنرا
کرعہ خوانند انتہی گویم برآمدن دیگر است و تولد دیگر و تورپشتی در عقائد گفتہ کہ دہے
در یمن بایں نام نشان نمیدہند مگر آنکہ در زمان قدیم بودہ باشد والکنون نامش متغیر شدہ
و در آخر زمان باز بہمان نام مشہور گردد انتہی کتاب ارشاد المسلمین وغیرہ میں جو بجائے
کدعہ کے کرعہ لکھا گیا ہے وہ ایک قسم کی تصحیف ہے اور جبکہ بموجب قول تورپشتی
کے یمن میں کوئی قریہ بنام کرعہ موجود نہیں ہے اور کدعہ جو قادیاں کو تبلا رہا ہے
جیساکہ اکثر عوام اوسکو کدہ ہی کہتے ہیں۔ پنجاب میں موجود ہے جسکی سمت احادیث
سے شرقی دمشق کی ثابت ہو چکی ہے اور اس قریہ میں ایک مدعی بھی جسکا دعوے صدہا
ادلہ سے ثابت ہو چکا ہے اسی زمانہ موعود میں پایا گیا تو اب قادیاں کے محل نزول
مسیح ہونے میں کیا کلام رہا کیونکہ تمام اسماء بلاد و قریات میں اس قسم کی تصحیف پائی
جاتی ہے جو اہل تواریخ قدیمہ و جدیدہ پر مخفی نہیں ہے۔ کتب بیبل میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد اور مہاجر وغیرہ کے اسماء میں بھی اس قسم کی تصحیف موجود
ہے۔ چنانچہ طیبہ کو تیما لکھا ہے۔ علی ہذا القیاس جیلانکو گیل لکھا ہے اور جسنے
امریکا اپنے نام سے بسائی اوس کا نام الیگا ہے اور تبت کی اصل توبل اور تارہ
کا تاتار بن گیا اور ایلام کا ایران ہو گیا۔ غرضکہ ہزار ہا ناموں میں اس قسم کی تصحیف
وجود ہے۔ مگر یہ مثلاً نہیں کہہ سکتے کہ ایران وہ شہر نہیں ہے جو اصل میں ایلام
تھا بلکہ ایلام کوئی اور شہر ہو گا۔ کیونکہ جب تواریخ سے ثابت ہو گیا کہ ایران وہ
شہر ہے جسکو ایلام نے بسایا ہے تغیر لہجہ سے ایلام کا ایران ہو گیا۔ غرضکہ ہمنے

گوئی کے ثبوت مصداق میں اہم المقاصد پر نظر کیجاتی ہے نہ ایسے اسما کی تصحیف پر واللہ اعلم بالصواب۔

حدیث شانزدہم

عن انس بن مالک قال لیس من بلد الا سیطأہ الدجال الا مکۃ والمدینۃ لیس من نقابہا نقب الا علیہا الملائکۃ صافین یحرسونہا الحدیث رواہ البخاری صفحہ ۲۵۳ حضرت انس بیٹے مالک سے روایت ہے کہا اونہوں نے نہیں ہے کوئی شہر مگر کہ پیرونکے نیچے لاویگا اوسکو دجال سوا مکہ اور مدینہ کے مدینے کے دروازوں میں کوئی ایسا دروازہ نہ ہوگا مگر اوسپر فرشتے صف باندہے ہوئے حفاظت کرتے ہونگے اخیر حدیث تک روایت کیا اوسکو بخاری نے **ف** ظاہر ہے کہ دجالین نصارای جنکی دجالیت موعودہ ثابت ہوچکی ہے تمام بلاد دنیا میں پونچ گئے مگر حرمین شریفین میں اب تک اونکا کچھ دخل نہیں ہے **اقتراب الساعہ** میں لکھا ہے زمین دجال کیلئے ایسی لپٹ جاویگی جیسے بکریکا چمڑا تہ کردیتے ہیں یہ چالیس دن کے اندر ساری زمین پھر لیگا کوئی شہر نہ بچیگا جہاں نہ جاویگا اوسکو پامال نہ کریگا مگر حرمین شریفین۔ یہ ایسی جلدی چلے گا جیسے ہوا سے بادل بھاگتا ہے انتہی وکذا فی حجج الکرامۃ یہ مضمون کتب احادیث اشراط الساعۃ میں مندرج ہے پس جبکہ یہ پیشین گوئی متعلق دجال واقع ہوچکی ہے اور ہمکو مشاہد ہورہی ہے پھر مسیح موعود کے موجود ہونے میں اب کیا شک رہا خصوصاً جبکہ ایات اللہ سے اوسکا مسیح موعود ہونا ثابت ہوگیا

حدیث ہفدہم

عن کعب قال یطلع من المشرق قبل خروج المہدی نجم لہ ذنب

یعنی اخرجہ نعیم۔ **ف** اس حدیث کے ذیل میں صاحب اقتراب الساعۃ لکھتے ہیں کہ صاحب اشاعۃ نے کہا یہ تارا ٨٥ سنہ میں بماہ جمادی الآخرہ نکلا تھا دو مہینے تک ٹھہر کر غائب ہو گیا۔ انتہی اسکے بعد بھی کئی بار نکلا ہے حجج الکرامۃ میں سالہائے طلوع اس نجم کو ضبط کیا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ دمدار تارا ابھی ١٨٩٦ء میں نکل چکا چنانچہ اخبارات ذیل میں اسکا ذکر بہ تفصیل مذکور ہے۔ الحامی جلد سوم نمبر ٥٠ مورخہ ١٣ دسمبر ١٨٩٦ء روز یکشنبہ مدراس مطابق ٧ رجب ١٣١٤ھ ہجری دیکھو+

آزاد جلد ١١۔ ٤ دسمبر ١٨٩٦ء روز جمعہ نمبر ٤٩ لکھنؤ میں چھاؤنی مطبع اردو پریس صفحہ ٩ کالم تیسرا سطر ١٧ مطالعہ کرو+

الحامی نمبر ٤٤ جلد سوم یکم نومبر ١٨٩٦ء مدراس ٢٤ جمادی الاولیٰ ١٣١٤ھ ہجری صفحہ ٤ کالم تین سطر ٢٥ کو ملاحظہ کرو وغیرہا من الاخبارات یہ سب اخبار ہمارے پاس موجود ہیں جو چاہے دیکھ سکتا ہے

حدیث ہژدہم

وعن علی رض قال اذا نادی منادی من السماء ان الحق فی آل محمد فعند ذالک یظہر المہدی علی افواہ الناس ویشربون حبہ ولا یکون لہم ذکر غیرہ رواہ نعیم۔ اور حضرت علی سے روایت ہے کہا اونہوں نے جبکہ ندا کریگا ایک منادی آسمان سے کہ تحقیق حق محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لوگوں میں ہے پس اسکے نزدیک مہدی ظاہر ہوگا۔ لوگونکے افواہ میں اور اسکی محبت لوگونکے دلوں میں پلائی جاویگی اور اسکے ذکر کے سوا اور کوئی ذکر اونکے لئے نہ ہوگا+

حدیث نوزدہم

عن سعید بن المسیب قال یکون فتنة کان اولها لعب الصبیان فلا تتناهی حتی ینادی مناد من السماء الا ان الامیر فلان ذلکم الامیر حقا ثلث مرات رواہ نعیم۔ حضرت سعید بیٹے سیب سے روایت ہے کہا انہوں نے ایک فتنہ برپا ہوگا گویا کہ اول اوس فتنہ کا لڑکوں کا کھیل ہوگا پس وہ انتہا کو نہ پہنچے گا یہاں تک کہ ندا کریگا ایک منادی آسمان سے آگاہ ہو جاؤ کہ تحقیق امام فلانا ہے وہ امام سچا ہے تین مرتبہ یہ آواز ہوگی روایت کیا اوسکو نعیم نے ؛

حدیث بستم

عن ابی جعفر الباقر علیہ السلام قال ینادی مناد من السماء ان الحق فی آل محمد و ینادی مناد من الارض الا ان الحق فی آل عیسی او قال العباس فشک فیہ وانما الاسفل کلمة الشیطان والصوت الاعلی کلمة اللہ العلیا رواہ نعیم۔ حضرت امام ابوجعفر باقر سے روایت ہے کہا اونہوں نے ندا کریگا ایک منادی آسمان سے۔ کہ تحقیق حق آل محمد میں ہے اور ندا کریگا ایک منادی زمین کا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ حق عیسائیوں میں ہے۔ یا فرمایا آل عباس ہیں پس راوی نے اسمیں شک کیا ہے اور سوا اسکے نہیں کہ زمینی کلمہ شیطان کیطرف سے ہے۔ اور آسمانی آواز اللہ کا کلمہ برتر ہے روایت کیا اسکو نعیم نے۔ **الحج الکرامہ** میں ان روایات کا ترجمہ اس طرح پر کیا ہے وعلی ابن ابیطالب گفتہ وقتیکہ ندا کند منادی از آسمان کہ حق در آل محمد است صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر شود نزد ایں حال مہدی در افواہ مردم و نوشانیدہ شوند مردم محبت او نباشد انبیاز ذکرے جز یاد او خرجہ ابو نعیم روائیت کیا اسکو ابو النعیم نے۔ وسعید بن مسیب گفتہ کہ پیدا شود فتنہ کہ گویا اول وے لعب کودکاں است چوں ساکن شود در طرفے بجوشد از طرف دیگر

تا آنکہ آواز دہد منادی از آسمان کہ امیر شما فلان است واین است امیر حق وایں ندا سہ بار کند اخرجہ نعیم بن حماد و ندا کند منادی از بام آسمان آگاہ باشید کہ حق در آل محمد است صلی اللہ علیہ وسلم و ندا کند منادی از زمین کہ حق در آل عیسےٰ است یا در آل عباس وادل ندا فرشتہ باشد وثانی ندا شیطان اخرجہ ابو نعیم عن ابی جعفر۔ کنز العمال میں حدیث ہٰر وہم کی تخریج میں لکھا ہے اخرجہ (نعیم وابن المنادی فی الملاحم) الحاصل یہ حدیث طرق متعددہ سے کتب حدیث میں مروی ہوئی ہے۔ جسکا مصداق جنگ مقدمے کے بعد قصہ آتھم میں واقع ہوچکا دیکھو رسائل انجام آتھم وغیرہ

حدیث بست ویکم

عن ابی ھریرۃ خروج الآیات بعضہا علی اثر بعض یتتابعن کما یتتابع الخرز فی النظام رواہ الطبرانی فی الاوسط کذا فی منتخب کنز العمال یعنے حضرت ابی ہریرۃ سے روایت ہے کہ جب نشانیاں اللہ تعالی کی طرف سے آخر زمانہ میں واسطے تصدیق مسیح موعود کے شروع ہونگی تو ایسی پے درپے واقع ہونگی جیسا کہ کسی لڑی میں سے مہرے پے درپے گرتے ہیں چنانچہ پیشین گوئی آتھم کے وقت سے یہ آیات الٰہیہ پے درپے واقع ہو رہی ہیں کیا کسی کاذب کے لئے بھی اس قدر نشانیاں واقع ہوسکتی ہیں فتدبروا یا اولی الابصار پس ذرا سوچو تو اے بصیرت والو+

حدیث بست ودوم

عن ابی ھریرۃ ویھلک اللہ فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام ویھلک

المسیح الدجال ثم یمکث فی الارض اربعین سنۃ ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون۔ رواہ ابوداؤد۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ اور ہلاک کریگا اللہ تعالی اوسکے زمانہ میں تمام ملتونکو سوا اسلام کے اور ہلاک کریگا مسیح دجال کو پھر ٹھہریگا مسیح بن مریم زمین میں چالیس برس تک پھر وفات پاویگا اور نماز جنازہ پڑہینگے اوسپر مسلمان روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے **ف** اس حدیث کو تفسیر آیت **لیظہرہ علی الدین کلہ** میں اکثر مفسرین لکھتے ہیں اور قول راجح مفسرین کا اسبارہ میں یہ ہے کہ اھلاک کل ادیان باطلہ کا و اظہار و اعلاء کلمۂ اسلام کا مسیح موعود کے وقت میں حجت و برہان سے ہوگا نہ بسیف و سنان کیونکہ یہ امر یعنے اعدام کل ادیان باطلہ کا کسی زمانہ سابقہ میں بھی ہرگز نہیں ہوا اور عقلا بھی ممتنع ہے۔ کیونکہ جملہ ادیان باطلہ والے بسیط الارض سے کیونکر معدوم ہو سکتے ہیں ہاں یہ امر ممکن ہے کہ حجت اور برہان کے رو سے تمام ادیان باطلہ ہلاک ہوجاویں قال اللہ تعالی **لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ** تاکہ ہلاک ہووے وہ شخص کہ ہلاک ہوا دلیل و حجت سے اور زندہ ہووے وہ شخص کہ زندہ ہوا حجت سے۔ یہ اہلاک ادیان باطلہ اور اظہار و اعلاء کلمۂ اسلام اس مسیح موعود کے وقت میں شروع ہوچلا دیکھو **جلسہ اعظم** مذاہب لاہور اور دیگر اشتہارات **تائید سماوی** مسیح موعود کو والحمد للہ علی ذالک

حدیث بست وسوم

عن انس فی حدیث طویل لا المھدی الا عیسی بن مریم رواہ ابن ماجہ والحاکم **ف**۔ اس حدیث کی شرح میں حافظ الحدیث عماد الدین ابن کثیر نے کتاب **بدایہ و نہایہ** میں فرمایا ہے۔ کہ یہ حدیث بنام محمد بن خالد

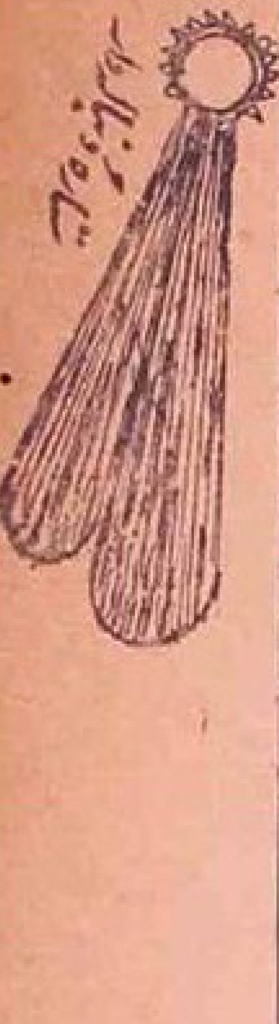
جندی موذن کی مشہور ہے جو حضرت امام شافعی علیہ الرحمتہ کے استاد اور شیخ تھے اور اُن سے سوا امام شافعی کے اور بھی کئی آئمہ حدیث نے روایت کی ہے یعنے وُہ اور کئی اماموں کے استاد ہیں بلکہ یحیی ابن معین سے جو مجدد قرن ثانی کے شمار کئے گئے ہیں روایت کیا گیا ہے۔ کہ انھوں نے انکو معتمد اور موثق سمجھا ہے ہاں بعض راویوں نے اس حدیث کو اون سے یوں روایت کیا ہے کہ انھوں نے روایت کیا اس حدیث کو امان بیٹے ابی عیاش سے اور انھوں نے روایت کیا حسن سے بطور ارسال کے اور حافظ الحدیث جمال الدین مزی نے بعض سے نقل کیا ہے کہ اُوسنے امام شافعی کو خواب میں دیکھا کہ وُہ کہتے ہیں کہ یونس راوی نے مجھپر جھوٹ بولا ہے یہ حدیث میری نہیں ہے حضرت ابن کثیر اس خواب کی نسبت فرماتے ہیں کہ یونس بیٹے عبدالاعلی صدفی کے ثقات اور معتمدین سے شمار کئے جاتے ہیں۔ صرف کسی کی ایک خواب سے مطعون نہیں ہو سکتی اور معنے صحیح اس حدیث کے یہ ہیں کہ ایسا مہدی کامل جسکو پورا حق مہدویت حاصل ہو وہ سوائے عیسے بن مریم موعود کے اور کوئی نہیں ہے پورا ہوا حاشیہ ابن ماجہ کا نتیجہ لو! ابتو نزاع ختم ہو گیا۔ مقتدار اہل حدیث امام حافظ ابن کثیر نے حکم آخر یہ دے دیا ہے کہ عیسے موعود میں دونوں شانیں جمع ہیں مہدویت بھی اور عیسویت بھی اور کامل مہدی مسیح موعود ہی ہیں۔ آئمہ حدیث نے بھی اس مقدمہ میں ہمکو ڈگری دی اور ہائی کورٹ آسمان سے بھی ہماری ڈگری ہوتی چلی جاتی ہے والحمد للہ علی ذالک ولنعم ماقیل۔ ع مہدی وقت و عیسے دوران۔ ہر دو را شہسوار مے بینم +

حدیث بست و چہارم

اقتراب الساعہ میں لکھا ہے علامت نویں مہدی موعود کی نکلنا قرن ذی السنین کا ہے محمد بن علی باقر نے کہا اذا بلغ العباس خراسان طلع بالمشرق القرن

ذوالسنین وکان اول ما طلع بهلاک قوم نوح اغرقهم اللہ وطلع فی زمن ابراھیم حین القی فی النار وحین اھلک اللہ تعالی قوم فرعون ومن معہ وحین قتل یحیی بن ذکریا فاذا رائیتم ذالک فاستعیذو باللہ من شر الفتن ویکون طلوعہ بعد انکساف الشمس والقمر ثم لا یلبثون حتی یطلع الابقع بمصر رد الانعیم بن حماد۔ جبکہ نکلینگے بنی عباس خراسان میں نکلے گا مشرق میں ستارہ دندانہ دار اور اول جو وہ نکلا تھا تو ہلاک قوم نوح کیوقت میں نکلا تھا جنکو اللہ تعالے نے غرق کیا اور پھر نکلا تھا جسوقت میں کہ حضرت ابراہیم آگ میں ڈالے گئے تھے اور جسوقت کہ قوم فرعون کو اور اسکے ساتھ والونکو اللہ تعالے نے ہلاک کیا تھا اور جسوقت حضرت یحیی بیٹے ذکریا کے قتل کئے گئے (اور وہی زمانہ حضرت عیسے کا تھا)۔ پس جبکہ دیکھو تم اوس ستارہ کو نکلا ہوا تو پناہ چاہو تم ساتھ اللہ تعالے کے فتنونکے شر سے اور ہوتا ہے طلوع اوسکا بعد سورج گرہن اور چاندگرہن کے پھر نہ ٹھہرینگے وہ یہانتک کہ ظاہر ہوگا ایک شخص ابقع مصر میں شائد بعد پونہچنے بنی عباس کے خراسان میں یہ ابقع خارج ہوا ہو۔ یا زمانہ آخر مہدی ہیں کوئی شخص خروج کرے واللہ اعلم بالصواب **ف** طلوع قرن ذوالسنین یعنے شاخ دو دندانہ کو کتب آثار مختبر بھی ازن علامات مہدی موعود سے قرار دیا ہے حجج الکرامہ میں لکھا ہے در روایت نعیم بن کعب آمدہ کہ طلوع میکند ستارہ از مشرق قبل خروج مہدی وے باشد او را دنبالہ روشن انتہی ایضاً مجدد الف ثانی در مکتوب شصت و ہفتم از مجلد ثانی بخواجہ شرف الدین حسین نوشتہ اند کہ در خبر آمدہ است در علامات حضرت مہدی کہ در جانب مشرق ستارہ طلوع کند کہ آنرا ذنب باشد الی قولہ این طلوع (شبیہ بودن است در علامت حضرت مہدی) ورائے آن طلوع است کہ در وقت قدوم حضرت مہدی حادث خواہد شد زیراکہ قدوم او علیہ الرضوان بر سرمأتہ خواہد بود انتہی موضع الحاجتہ واضح ہو کہ یہ ستارہ ذوذنب مختلف صور کے ساتھ دکھائی دیا

کرتا ہے۔ کبھی تو صرف ایک دُنبالہ دراز کبصورت براو سکو ذو ذنب کہتے ہیں اور کبھی بصورت
دو دنبالہ دراز کے دکھائی دیتا ہے۔ اُسکو قرن ذوالسنین کہتے ہیں کیونکہ لفظ سَن بہ تشدید نون
بمعنے دانت کے ہے چونکہ اوسکی صورت بہ شکل دو دنداں کے ہو جاتی ہے۔ لہذا اسکو ذوالسنین
کہتے ہیں اور زیادہ تر اسّے بھی دیکھا جاتا ہے۔ اُسکو ذوالاذناب کہتے ہیں اور علم نجوم و ہیئت میں
بعض ایسے ستارونکے نام جو حسب تشکلات مختلفہ مرئی ہوتے ہیں ذوالفرنخ و ذواللحیہ
وغیرہ بھی کہتے ہیں **حجج الکرامہ** صفحہ ۳۴۴ میں ترجمہ حدیث بالا کا فصل علامات مہدی میں حسب
ذیل لکھا ہے۔ واز انجملہ است طلوع قرن ذوالسنین امام محمد باقر بن علی بن حسین ع گفتہ
چون برسد عبا سے در خراسان طلوع کند قرن ذی السنین در مشرق و اول کہ طلوع
کردہ بود برائے ہلاک قوم نوح کردہ بود وقتے کہ غرق شدند ہمگناں در طوفان و ہم طالع
شدہ بود در زمانہ ابراہیم چوں اورا در آتش انداختند و زمانہ کہ کشتہ شد یحییٰ بن زکریا ع
علیہ السلام و چون این آیت بہ بینید پناہ جوئید بخدا از شرور و فتن و طلوع او بعد
خسوف شمس و قمر شود باز درنگ نکنند مردم تا آنکہ ظاہر شود ابقع نام مردے در مصر
اخرجہ نعیم بن حماد۔ یہ ستارہ دُنبالہ دار یعنی قرن ذوالسنین حسب پیشین گوئی مخبر صادق
صلعم کے طلوع ہو چکا اور مشرق ہی میں طلوع ہوا تمام اخبارات انگریزی و اردو میں
اسکا غل و شور مچا تھا یہاں پر بنا بر اختصار کی عبارت صرف ایک اخبار کی جو متعلق اس
ستارہ کے ہے نقل کیجاتی ہے **وھو ھذا**۔ اخبار جریدہ روزگار مطبوعہ مطبع حیدری
واقع رائے پیٹھ مدراس جلد ۸ صفحہ ۵ شمارہ ۳۹ - ۱۶ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۹ ہجری
مطابق ۳۰ دسمبر سنہ ۱۸۸۲ء **ہ** زخال گوشہ ابروے یار مے ترسم ÷ ازیں ستارہ دُنبالہ
دار مے ترسم ÷ شہر مدراس مینواساس میں قبل طلوع آفتاب یک ستارہ دنبالہ دار
جسکی دم مانند مورچھل کی ہے نمودار ہوا ہے۔ جسکو عام لوگ نہایت منحوس سمجھتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ اس ستارہ کے طلوع سے خونریزی قحط و با طاعون سیلاب



وغیرہ وغیرہ کا اندیشہ ہے غضب تو یہ ہے کہ پڑہے لکھے جو اپنے کو صاحب ادراک تصور کرتے ہیں وہ بھی جاہلانہ اس سے ڈرتے ہیں ہماری پاک شریعت سے اُسکی نحوست کا کوئی ثبوت نہیں ملتا اور جو اس ستارہ کو منحوس بتلاتے ہیں اُونکا قول کسی طرح ثابت نہیں ہوتا اگر اور اشخاص کہیں کہ وہ مبارک ہے تو اُون کا مقولہ بھی پایہ ثبوت کو نہیں پوہنچتا پس دونوں فرقے سچے یا جھوٹے ہیں اسلیئے اُون لوگوں کا بیان جو ستارہ دنبالہ دار کے نمود ہونے پر اسیطرح کی اثراندازی سمجھتے ہیں محض غلط و بے بنیاد ہے۔ انتہی اس اخبار میں متعدد جگہہ پر اس ستارہ کا طلوع بیان کیا ہے چنانچہ دوسری جگہہ لکھا ہے۔ **اسکل ہاف** اور مسٹر ناسرت۔ جو فرانس کے رصد خانہ کے علماء سے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ ۱۸۸۲ء کے وسط میں ستارہ دنبالہ دار طلوع ہو گا۔ اڈمرل موچس دیترکر اینر روڈیٹی پارس نے متعدد رصد خانوں اور نجومیوں کو ایک نوٹس دیا تھا کہ تم سب کو ضرور ہے کہ اگست ۱۸۸۲ء آخر اکتوبر تک آسمان پر ڈھونڈیں اور کس صورت و ہیئت کے تارے طلوع ہوئے ہیں دیکھیں اور فوراً اطلاع دیں پس بموجب اس نوٹس کے مسٹر پاکس مدراس کے رصد خانہ کے میر نے اڈمرل موچس کو اطلاع دی کہ چار بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک مدراس کے مشرق کی جانب ستارہ دنبالہ دار صاف نظر آتا ہے۔ اگرچہ کہ چند روز بسبب افق پر ابر ہونے کے صاف نظر نہ آیا اب بالکل صاف نمایاں ہوتا ہے رصدی دوربین کے ذریعہ سے اوس کے ستر سال کے قبل طلوع ہوا تھا اور بعینہ ایسا ہی تھا۔ ہمارے دفتر میں اس تارے کے باب میں متعدد اضلاع سے جو خطوط آئے اور سب کے سب نے پانچ بجے طلوع لکھا ہے اور جانب جنوب اُس کی دم کا رخ ہونا صاف ثابت ہوتا ہے **اقول** واضح ہو کہ جو کچھ صاحب جریدہ نے بابت نحوست اور سعادت کے اس ستارہ کی نسبت

لکھا ہے وہ سب درست ہے ہاں البتہ بحکم آیۃ وبالنجم ھم یھتدون کے ہدایت جسمانی و روحانی ان ستاروں کے طلوع سے ہو سکتی ہے۔ چنانچہ حدیث مذکور میں بھی اس کی صراحت کی گئی۔ عاجز کے دوست میاں غلام دستگیر صاحب مدراسی مجھ کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ستارہ مذکور ۱۲۹۹ ہجری میں بہت روز دیکھا گیا۔ یہ ستارہ مشرق سے جنوب۔ جنوب سے مغرب۔ مغرب سے شمال کی طرف متوجہ ہوا۔ اور سویت زرلیانڈ تک سیر کرتا ہوا چلا گیا انتہی۔ انجیل متی سے بھی یہی ثابت ہے۔ کہ یہ ستارہ وقت ولادت حضرت عیسٰے علیہ السلام کے طالع ہوا تھا۔ اور وقت قتل حضرت یحییٰ کے جو عین زمانہ حضرت عیسٰے علی نبینا وعلیہ السلام کا ہے۔ خود حدیث مذکورہ سے طلوع ہونا اُس کا ثابت ہوا دیکھو وحین قتل یحیی بن زکریا کو دیگر رسائل آثار محشر مثل کشف الغطا وغیرہ میں بھی طلوع قرن ذی السنین کو علامات مہدی سے قرار دیا ہے نقل عبارات کو موجب ملالت سمجھ کر اسی پر اختصار کیا گیا۔

حدیث بست پنجم

ان للمھدی اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض ینکسف القمر فی اول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ ولم تکونا منذ خلق اللہ السمٰوٰت والارض رواہ الدارقطنی فی سننہ عن محمد بن علی بہ تحقیق مہدی کی تصدیق کیواسطے دو نشان الٰہی ہیں جب سے آسمان و زمیں پیدا ہوگئی ہیں وہ دونوں نشان کسیکی تصدیق کیواسطے نہیں ہوئے چاند گرہن ہوگا اول رات میں (یعنے جن راتوں میں چاند گرہن ہوتا ہے اُنکی اول رات میں) ماہ رمضان سے اور سورج گرہن ہوگا نصف میں (یعنے اوس مدت کے نصف

ہیں جس ہیں سورج گرہن ہوتا ہے) اوسی رمضان ہیں اور یہ دونوں نشان نہیں
ہوئے ہیں جب سے کہ پیدا کیا ہے اللہ تعالے نے آسمانوں اور زمین کو روایت
کیا اسکو دار قطنی نے اپنی سنن ہیں محمد بن علی سے **ف** یہ اجتماع خسوف و کسوف
ممالک مشرقیہ خصوصاً پنجاب میں بماہ رمضان ۱۳۱۱ ہجری حسب اپنی شرائط کے واقع
ہو چکا تمام اخبار اور ہیئت والوں انگلش وغیرہ نے طرح طرح کے اس کے عجائبات
لکھے ہیں ولنعم ما قیل **ع** در سنہ غاشی ہجری دو قران خواہد بود ۞ از پئے مہدی و دجال
نشان خواہد بود ۞ یہ شعر کسی کا پرانا شعر ہے۔ جو پنجاب کے بعض لوگونکو یاد تھا۔ اور
ممالک مغربیہ یعنے امریکہ وغیرہ میں ۱۳۱۲ ہجری میں بماہ رمضان یہ اجتماع واقع ہوا
والحمد للہ علی ذالک واضح خاطر ناظرین باانصاف ہو کہ بموجب حدیث صحیح
متفق علیہ کے حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلعم نے جو امور اہم کہ قیامت
تک ہونیوالے تھے اُن سبکو بیان فرما دیا ہے اس حدیث ہیں حضرت حذیفہ راوی
فرماتے ہیں کہ اُن امور کو جسنے یاد رکھا اوسنے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا اور
جو اُنمیں سے بھولی ہوئی واقع ہو جاتی ہے اور اسکو میں دیکھ لیتا ہوں تو پہچان لیتا
ہوں جیساکہ کوئی آدمی جو کسیکی روبرو سے غائب ہو جاوے اور وہ بھلا دیا جاوے
لیکن جب اوسکو دیکھا جاتا ہے تو اسکو پہچان لیا جاتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بات
ثابت ہوتی ہے کہ جبکہ کوئی پیشین گوئی واقع ہو جاوے تو راوی کے بھول چوک
اور اُسکا ضعف مضر نہیں ہوتا ہے۔ علاوہ بریں یہ کہ جملہ اکابر محدثین کی یہ عادت
ہے کہ جو حدیث اسناداً ضعیف ہوتی ہے اوسپر سکوت نہیں کرتے لیکن امام دار
قطنی نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے باوجودیکہ یہ امام حدیث احادیث صحیحین کا
کا بھی انتقاد کرنے والا ہے اور نیز یہ مسئلہ بھی اصول حدیث میں منقح کیا گیا ہے
کہ جس امور میں اجتہاد کو دخل نہیں اور انکو صحابہ یا اہل بیت روایت کریں تو وہ حکم

میں حدیث مرفوع کے ہوتے ہیں پس بلحاظ امور مذکورہ مخالفین کے عذرات باردہ قابل سماعت کے نہیں ہیں جو وہ کہتے ہیں کہ حدیث مرفوع نہیں ہے یا اوس کے اسناد میں راوی ضعیف ہیں کیونکہ اس روایت میں کسی کے اجتہاد کو دخل نہیں ہے اور مضمون اوس کا واقع بھی ہوگیا۔ تو اب حدیث کی صحت میں کیا کلام ہے۔ اس حدیث میں جو لفظ لاول لیلۃ من رمضان کا واقع ہوا ہے اوسکے یہ معنے نہیں ہیں کہ اول شب رمضان میں چاند گرہن واقع ہوگا کیونکہ اولاً تو ہلال پر قمر کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا۔ صحاح جوہری وغیرہ میں لکھا ہے۔ الھلال اول لیلۃ والثانیۃ والثالثۃ والقمر بعد ثلاث لیال الی اخر الشھر سمی قمر البیاضتہ یعنے اول اور دوسری اور تیسری راتک ہلال ہے اور قمر بعد تین راتوں کے آخر ماہ تک کہا جاتا ہے اور قمر کو قمر بہ سبب سپید ہونے کے کہتے ہیں۔ ثانیاً اول رات میں ماہ کے جبکہ ہلال کا نظر آنا بھی دشوار ہوتا ہے۔ تو چاند گرہن ہونے کے کیا معنے ان ھذا لشی عجاب پس القمر میں الف ولام عہد کا ہے یعنے وہ قمر جو مرتبہ بدریت پر پونچ گیا ہو چنانچہ قمر تین راتوں میں حالت بدائیت پر پونچ جاتا ہے۔ پس حدیث میں اول لیلہ سے مراد تیرہویں شب ہوئی اور ایسا ہی کچھ واقع ہوا علی ھذا القیاس فی النصف منہ سے مراد یہ ہے کہ جن دنوں میں سورج گرہن واقع ہوتا ہے اوسکے نصف میں یعنے ۲۸ تاریخ کو رمضان سے واقع ہوگا۔ جیساکہ واقع ہوا پس جن علما نے ترجمہ اس حدیث میں اغلاط کئے ہیں وہ حجت نہیں ہو سکتے کہ محض غلط اور غیر صحیح ہیں اور جو نظام شمس قمر یا کسوف اور خسوف کا اللہ تعالے نے مقرر فرمایا ہے وہ تا قیامت باطل نہیں ہوسکتا۔ مہدی کے وقت میں کیونکر باطل ہوجاوے گا فرمایا اللہ تعالے نے والشمس تجری لمستقر لھا ذالك تقدیر العزیز العلیم والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم لاالشمس ینبغی لھا ان تدرك القمر

ولا اللیل سابق النہار وکل فی فلک یسبحون اور سورج چلتا ہے اون مکانوں میں کہ مقرر ہیں واسطے اونکے یہ اندازہ خداوند غالب جاننے والیکا ہے اور چاند مقرر کیں ہم نے اس کی منزلیں یہانتک کہ ہو گیا مانند شاخ کھجور سوکھی کے نہ سورج چاند کو پاسکتا ہے اور نہ رات آگے پکڑنے والی ہے دن کے اور ہر ایک بیچ آسمان کے چلتے ہیں حجج الکرامہ میں اس حدیث کی تخریج سوا دارقطنی کے دیگر کتب حدیث سے بھی کی ہے کما قال اخرجہ نعیم بن حماد و ابو الحسن الحربی فی الحربیات واخرجہ منتہ الحافظ ابو بکر بن احمد بن الحسن وابن حماد ایضاً عن کثیر بن مرۃ الحضرمی و البیہقی ایضاً۔ غرضکہ استدلال ہمارا اس حدیث کے الفاظ سے ہے نہ اون خیالات غلط سے جو اس حدیث کے تراجم میں غلط شمھو ہو گئے ہیں **سوال** اس میں کیا سر ہے کہ یہ اجتماع خسوف اور کسوف کا ماہ رمضان المبارک میں علامات مہدی موعود سے قرار دیا گیا **جواب** حجۃ اللہ میں لکھا ہے کہ وقت خسوف اور کسوف کے اللہ تعالے اکثر حادثات مقدرہ کو عالم مثال میں مقتضی او معین فرماتا ہے اور یہی وجہ عارفین کے قلوب میں خوف اور فزع زیادہ پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ آنحضرت صلعم کے قلب مبارک کو ان اوقات میں بہت ہی خوف اور فزع پیدا ہو جاتا تھا اور دعا و نماز و خیرات و مبرات میں مشغول ہو جاتے تھے اور نیز ان اوقات میں روحانیت آسمانی اور تجلیات الٰہیہ زمین کیطرف متوجہ ہوتی ہیں انتہی ملخصاً پس بدیں لحاظ ماہ مبارک رمضان شریف اور زمانہ مہدی معہود و مسیح موعود کا اس اجتماع خسوف اور کسوف کے لئے حکمت الٰہیہ میں مقرر ہوا کیونکہ عالم مثال میں حادثات موعودہ وجدیدہ کی نسبت قضا و تقدیر جاری ہو رہا ہے۔ جس کو نفخ فی الصور کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے پس جیسا کہ بوقت تنزیل قرآن مجید کے معجزہ شق القمر واقع ہوا تھا اوسی طرح پر واسطے تنزیل معارف واسرار قرآنیہ کے اور نیز واسطے تصدیق اخبار مستقبلہ مخبر صادق صلعم کے وقتاً فوقتاً متواتر واقع ہوتی چلی

جاتی ہیں اس مسیح موعود کے وقت میں یہ اجتماع خسوف اور کسوف رمضان میں
مقرر فرمایا گیا اور اسکی لئے ماہ رمضان المبارک ہی مناسبت رکھتا تھا کما قال تعالیٰ
شھر رمضان الذی انزل فیہ القران یعنے مہینا رمضان شریف کا وہ ہے جسمیں قرآن مجید نازل کیا
گیا ہے اور جسطرحپر کہ شق القمر ایک نشان آسمانی ہے اوسیطرحپر اجتماع کسوف وخسوف
در ماہ رمضان بھی نشان آسمانی ہے خصوصاً جبکہ یہ لحاظ بھی کیا جاوے کہ مخبر صادق
صلعم کی پیشین گوئی جو تیرہ سو برس کی تھی وہ اب پوری ہو گئی اور نیز زمانہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم و زمانہ مسیح موعود میں آسمانی نشانونکے ظاہر ہونیسے وہ مناسبت بھی
ثابت ہو گئی جو حدیث کیف تھلک امۃ انا فی اولھا والمسیح ابن مریم فی اٰخرھا
سے مفہوم ہوتی ہے کما قال تعالیٰ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو
العزیز الحکیم ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل
العظیم۔ حدیث متفق علیہ سے ثابت ہے کہ مصداق اسکا ایک رجل فارسی الاصل
ہے۔ جسکی صفت ہے کہ لو کان العلم معلقاً بالثریا لنالہ پس بحکم اول
باخر نسبتے دارد یہ اجتماع کسوف وخسوف جو عجائب وغرائب پر مشتمل ہے مہدی
آخر الزماں کے لئے ضروری ہوا جیسا کہ شق القمر آنحضرت صلعم کیوقت میں واقع
ہوا تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے عن ابن عباس قال کسف القمر علی عھد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا سحر القمر فنزلت اقتربت الساعۃ
وانشق القمر یعنے حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ پھٹ گیا چاند زمانہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تب کفار نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
چاند پر جادو کیا ہے تب یہ آیت نازل ہوئی کہ قیامت قریب ہوئی اور
چاند پھٹ گیا ✣

حدیث بست و ششم

وعن[۱] ابی جعفر الباقر علیہ السلام قال اذا کان الصوت فی شہر رمضان فی لیلۃ جمعۃ فاسمعوا واطیعوا رواہ نعیم بن حماد۔ ف اس حدیث میں وہ مہینا اور ہفتہ بھی تبلایا گیا ہے جس میں اوس ندائے الہامی اور جبرائیلی کا وقوع ہوگا چنانچہ دوم اپریل سنہ ۹۳ء مطابق ۱۴ ماہ رمضان سنہ ۱۳۱۰ ہجری کو حضرت اقدس کا ایک مکاشفہ ہے جس میں ایک نئی خلقت اور ہیبت ناک شخص حضرت اقدس کو نمودار ہوا جسکو آپ تحریر فرماتے ہیں کہ گویا وہ انسان نہیں بلکہ ملائک شداد و غلاظ میں سے ہے اور اوسکی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اوسکو دیکھتا ہی تھا کہ اوسنے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے۔ پھر حضرت اقدس نے سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام کی سزادہی کیلئے مامور کیا گیا ہے دیکھو برکات الدعا کا آخر صفحہ چہارم یہ آواز آسمانی یعنے الہام ربانی بذریعہ اشتہار ونکے تمام دنیا میں شائع ہوئی اور مراد جمعہ سے حدیث میں حسب محاورہ ہفتہ ہے نہ خاص روز جمعہ ایک ہفتہ کو جمعہ کے ساتھ تبرکا تعبیر کیا گیا ہے یہ محاورہ احادیث میں اکثر پایا جاتا ہے اب سنو دوسری آواز شیطان کو جو حدیث ذیل میں مذکور ہوتی ہے۔

حدیث بست ہفتم

وفی اخر النہار صوت اللعین ابلیس ینادی الا ان فلانا قد قتل مظلوما یشکل علی الناس ویفتنہم فکم فی الیوم من شاک تحیر فاذا سمعتم الصوت فی رمضان یعنے الاول فلا تشکوا انہ صوت جبرئیل وعلامۃ ذالک انہ ینادی باسم المہدی واسم ابیہ رواہ نعیم بن

[۱] حضرت ابو جعفر باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہا انہوں نے جبکہ ہووے آواز رمضان المبارک میں شب جمعہ کو پس سنو اوسکو اور اطاعت کرو ۱۲

کہ اول الصیحۃ والنشیجۃ کا ملحظ یہ ہے کہ اول جنید کا ضرور ہے کہ جب آفتاب کے ساتھ صفحہ ۳۹

حماد اور آخر دن میں ابلیس لعین کی آواز ہو گی ندا کریگا وہ آگاہ ہو جاؤ کہ بہ تحقیق فلاں شخص قتل کیا گیا ہے یعنے شہید ہوا یہ آواز تمام آدمیوں کو اشکال میں ڈالے گی اور انپر فتنہ لادیگی پس بہت سے لوگ اوس دن شک کرنے والے حیرت میں پڑینگے پس جبکہ تم سُن چکے ہو آواز رمضان شریف کو یعنے اول آواز کو لہذا تم شک میں مت پڑیو اس واسطے کہ تحقیق وہ آواز جبرائیل کی ہے اور اسکی نشانی یہ ہے کہ وہ جبرائیل مہدی کے نام کے ساتھ اور اُسکے باپ کے نام کے ساتھ ندا کریگا روایت کیا اسکو نعیم بیٹے حماد نے **ف** یہ آواز بھی جماعت لیکھرام کی طرف سے نسبت لیکھرام کے واقع ہو چکی کہ اُسکو شہید قرار دیا گیا اور قتل اُسکا مظلومانہ ٹھہرایا گیا اور بہت سے لوگونکو اُس کے قتل میں بڑے بڑے اشکال واقع ہوئے اور اس آواز مشہور نے بہت لوگونکو فتنہ میں بھی ڈالا اب تک اُسکے وقوع قتل میں لوگونکو طرح طرح کے شکوک و تحیرات واقع ہیں اور واقعی بھی ایک حیرت ناک قتل ہے لیکن حدیث میں بتاکید ارشاد ہے کہ جب تم پہلی آواز جو جبرائیل کی آواز ہے سُن چکے ہو۔ اور وہ آواز باسم مہدی اور اُس کے باپ کے نام سے ہوئی ہے تو مع ہذا تم کچھ شک مت کیجیو کیونکہ وہ پہلی آواز جبریلی آواز ہے اور پدر مہدی سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ابو الانبیا ہیں اور تمام مرسلین اور مجددین اور مبعوثین کے روحانی باپ ہیں اب اگر تفصیلی طور پر قصہ لیکھرام کا دیکھنا ہے تو مطالعہ کرو سراج منیر وغیرہ کو والحمد للہ علی صدق مصداق ھذا الخبر

تاریخ قتل لیکھرام

لیکھرام پشاوری کی موت ✽ اور جو اسکے آنی تھی کلفت ✽ قبل از چند سال مہدی نے ✽ کر دیا سکو اس سے باحسرت
منہہ سے اُس امام کے نکلا غو ✽ ہوئی تاریخ قتل ارمت ✽ یعنے انیس سو تیرہ میں ✽ مات فرعون ھذا لعلہ
کسر صلیب اور قتل خنزیر حجت و برہان سے جو اس ۹۶ سالہ میں ہوا ہے اُوسکی تاریخ

ئہ مراد فرعون سے وہ بادشاہ مصر ہے جو حضرت موسیٰ کیوقت میں اونکی رسالت سے منکر تھا لیکھرام بھی ویسا ہی منکر اور رسالت

۹۷ ۱۸

یکسر الصلیب و نقتل الخنزیر ہے۔ جو الفاظ حدیث کے ہیں ظہر حدیث کا بطور بطن کے اندونوں واقعونکے تاریخ بتلا رہا ہے وھذا شئی عجیب۔ پس جو مولوی صاحباں اس واقعہ کو سیف و سنان سے خیال کر رہے ہیں وہ خیال اون کا درست نہیں ہے **حجج الکرامۃ** میں اندونوں حدیثوں کا ترجمہ ایک ساتھ یوں کیا ہے۔ **محمد بن علی** گفتہ چوں پیدا شود آواز در ماہ رمضان شب جمعہ بشنوید آنرا و اطاعت کنید کہ آں آواز جبرئیل است ندا میکند بنام مہدی و نام پدر وے۔ دوسری حدیث کا ترجمہ اوسی میں یوں لکھا ہے۔ ودر آخر روز آواز کند ابلیس کہ فلانے مظلوم کشتہ شد و ایں ندا برائے ایقاع مردم در شک باشد پس بسیار کس وراں روز بحیرت و شک افتند لیکن شما شک نکنید کہ صوت اول صوت جبرائیل است و صوت ثانی صوت ابلیس۔ قل اعوذ برب الناس ملک الناس الہ الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس۔ کہ تو پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ پروردگار آدمیونکے بادشاہ آدمیونکے معبود آدمیونکے برائی وسوسہ ڈالنیوالے سے جو چھپکے ہٹ جانیوالا ہے جو آدمیونکے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ وہ جن اور انسان سے ہے۔ ولنعم ما قیل ؎

بانگ سلطان پاسبان اولیاست بانگ شیطان گلہ بان اشقیا ہست

حدیث بست ہشتم

حجج الکرامۃ میں بروایت حضرت عائشہ مستدرک حاکم اور طبرانی سے حدیث ذیل لکھی ہے قال رسول اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی توفی فیہ لفاطمۃ ان جبرائیل کان یعارضنی القرآن فی کل عام مرۃ وانہ عارضنی بالقرآن العام مرتین واخبرنی انہ لم یکن نبی الا عاش

نصف الذی قبلہ واخبرنی ان عیسی بن مریم عاش عشرین ومائۃ سنۃ
ولا ارانی الا ذاہبا علی راس الستین ورجالہ ثقات ولہ طرق **ف**
یہ تو ہر شخص اہل بصیرت جانتا ہے کہ لفظ عیش کتب لغات میں بمعنے حیات اور زندگی
کے آیا ہے جو مقابل موت کے ہے پس اس حدیث صحیح منصوص طور پر ثابت ہوا کہ حضرت
عیسی بن مریم ایک سو بیس برس تک زندہ رہے اور ایکسو بیس برس کی عمر طبعی اُنہوں نے
پائی دیکھو جملہ **عاش عشرین ومائۃ سنۃ** کو جسکا ٹھیک ترجمہ ہے کہ زندہ رہے
عیسی بن مریم ایک سو بیس برس تک پس بعض علماء کا تاویل کرنا کہ ایک سو بیس برس کی
عمر میں اونکا رفع ہوا تھا گویا الفاظ حدیث کو مثل یہود کی تحریف کرنا ہی نہ تاویل صحیح اور پھر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح پر حضرت عیسی کی حیات اور زندگی کی عمر ایکسو بیس برس ارشاد
فرمائی اپنی عمر ساٹھ کا راس یعنے ستین سے کچھ اوپر بیان فرمایا تو ثابت ہوا کہ جیسا آنحضرت
صلعم کی وفات ستین سے کچھ اوپر ہو چکی ویسی طرح حضرت عیسی کی بھی وفات ایکسو بیس برس کی عمر میں ہو چکی گے رہا
یہ سوال کہ آنحضرت صلعم کے پیشتر جسقدر انبیا صاحب شریعت وکتاب ہوئے ہیں اونکی عمروں میں بھی یہ
قاعدہ کہ لم یکن نبی الا عاش نصف الذی قبلہ ثابت کیا جاوے تو چونکہ
یہ حدیث صحیح ہے لہذا سائل پر اسکا اثبات ضروری ہے ہمارے لئے تو صرف مخبر صادق
اور معصوم کا خبر دینا کافی ہے ثبوت تاریخی سائل خود کرتا پھرے۔ بلکہ معترض خود ہمارے
اس مطالبہ کے تحت میں دبا ہوا ہے کہ جب حضرت عیسے کی وفات ایک سو بیس برس کی
عمر میں اس حدیث صحیح سے ثابت ہو چکی اور بحکم آیت فیہا تحیون وفیہا تموتون
کے زمین میں دفن بھی ہو چکے تو اب سائل بتلا دے کہ کونسی قبر پھٹے گی جس سے حضرت عیسی
برآمد ہو گئے مگر نشان دہی بحوالہ آیت قرآنی یا کسی حدیث صحیح کے ہووے جیسا کہ یہ
حدیث صحیح ہے کہ ورجالہ ثقات وانی لہ ذالک اور کہاں ہو سکتا ہے اسلئے یہ
ایضا تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۴۶ جلد دوم مطبوعہ مصر میں تحت آیت میثاق واذ اخذ اللہ

میثاق النبیین حدیث ذیل لکھی ہے وفی بعض الاحادیث لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی الخ فالرسول محمد خاتم الانبیاء صلوات اللّٰہ وسلامہ علیہ دائماً الی یوم الدین - انتہی یہ حدیث فتوحات حضرت ابن عربی میں بھی موجود ہے اور الیواقیت والجواہر امام شعرانی وغیرہ میں بھی منقول کی گئی ہے پس بعض مخالفین مثل غلام دستگیر قصوری وغیرہ کا یہ کہنا کہ حدیث لفظ عیسیٰ کے ساتھ مشکوٰۃ شریف میں موجود نہیں پھر ہم اسکو کیونکر تسلیم کریں کمال تحکم ہے - کیونکہ صاحب مشکوٰۃ یا کسی دوسرے محدث نے یہ کب دعوائے کیا ہے کہ جو حدیث مشکوٰۃ شریف میں نہ ہو وہ موضوع ہے - بیچارے غلام دستگیر قصوری نے اس حدیث کے انکار کیلئے بڑا زور دیا ہے تب بھی اس سے کچھ نہ ہو سکا چنانچہ وہ اپنے رسالہ فتح ربانی صفحہ ۱۴ میں لکھتا ہے کہ یواقیت قلمی کے ۵۲ ورقکے دوسرے صفحہ کی سطر ۵ میں یہ حدیث یوں نکلی لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین ما وسعہما الا اتباعی - اب ناظرین اوسکا تحکم دیکھیں وہ لکھتا ہے کہ دوسرے مقامات الیواقیت والجواہر میں یہ حدیث اوسی طرح پر لکھی ہے جس طرح پر مشکوٰۃ شریف اور دارمی میں لکھی ہے جس میں لفظ عیسیٰ کا نہیں ہے اُس سے ثابت ہوا کہ سہو کاتب سے لفظ عیسیٰ کا بڑھایا گیا ہے انتہی - اقول یہ قول اُس کا بنا ر فاسد علی الفاسد ہے کیونکہ ائمہ فن حدیث کی عادت ہے کہ اپنی استدلال میں اپنی اپنے محل پر جسقدر زیادت الفاظ حدیث کے صحیح و ثابت ہو جاوے اون سب سے استدلال کر لیا کرتے ہیں - اب دیکھو خود مؤلف صفحہ ۱۶ میں یہ اقرار کرتا ہے وھو ھذا یواقیت کے دوسرے موقعہ پر جو لفظ عیسیٰ کا درج ہوا ہے اوسکی وجہ یہ ہے کہ اُس کے اوپر یہ بیان ہے کہ سارے نبی آنحضرت صلعم کے نائب ہیں حضرت آدم سے لیکر آخر الانبیا حضرت عیسیٰ تک انتہی اقول اب غور کرنے کی جگہہ ہے کہ یہ مدعا شیخ ابن عربی کا بغیر موجود ہونے لفظ عیسیٰ کے موسیٰ کیساتھ کیونکر ثابت ہو سکتا ہے

کیا شیخ اکبر کو اس شخص کیطرح یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ اس حدیث سے جس میں لفظ عیسے
کا نہیں ہے تقریب تمام نہیں ہوتی جس کی تعریف ہے التقریب سوق الدلیل
علی وجہ یستلزم المطلوب پس معلوم ہوا کہ شیخ اکبر کے نزدیک وہ
حدیث جسمیں موسے کے ساتھ لفظ عیسے کا بھی موجود ہے۔ صحیح اور ثابت ہے تب
ہی تو انہوں نے اپنی مدعا کے اثبات کیلئے تمسک کیا ورنہ حدیث موضوع
سے استدلال کرنا کب جائز ہے خصوصاً ایسے مقصد عظیم الشان پر (کہ تمام انبیاء ما سبق
از آدم تا حضرت عیسے بن مریم انوار شریعت محمدیہ سے مقتبس الانوار ہیں) اور یہ لکھنا اونکا
کہ فتوحات اور یواقیت میں دوسرے مقامونپر یوں لکھا ہے کہ انہ یومئذٍ منا
یعنے عیسے بن مریم جو آنے والے ہیں وہ ہم میں سے ہی ہیں۔ پس یہ تو اور صریح دلیل
ہے اس امر کے ثبوت کی کہ عیسے موعود اسی امت میں سے ہونگے نہ وہ عیسے
نبی اسرائیلی جو فوت ہو چکے اور اگر یہ تسلیم بھی کیا جاوے کہ صاحب فتوحات یا امام
شعرانی کا خیال ہی تھا کہ وہی عیسے بن مریم نبی اسرائیلی آدیں گے تو یہ خیال اونکا مخالف
نصوص کے کوئی حجت شرعی مسلم نہیں ہوسکتا اور استدلال تو کلام معصوم یعنے احادیث
سے ہی نہ فہم زید عمرو بکر سے علاوہ بریں دوسرے مقامات سے اونکا رجوع اس خیال
سے ثابت ہوتا ہے اور فقرات (لما کان یحکم اذا نزل الی الارض الا بشریعۃ
محمد صلعم) سے استدلال کرنا بھی کہاں درجہ کا تحکم ہے کیا یہ صفات اوس عیسے کی نہیں ہوسکتیں
جو اسی امت میں سے اماً مکم منکم کا مصداق ہو یہ صفت تو ہر ایک مومن کیلئے ہونی
ضرور ہے چہ جائیکہ وہ شخص جو امام المومنین ہو۔ قال اللہ تعالی کنتم خیر امۃ اخرجت
للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر الایہ واضح ہو کہ آیت
میثاق میں اللہ تعالے نے انبیاء سے از آدم تا عیسے بن مریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر ایمان لانیکا قول اور اقرار کیا ہے اور تائید و نصرت کرنے کا عہد پیمان لیا ہے اور

امت محمدیہ کی شہید و گواہ بھی بہ حکم آئیت ویکون الرسول علیکم شہیداً
کے حضرت عیسے وغیرہ نہیں ہو سکتے ہیں تو جو لوگ حضرت عیسے علیہ السلام کے نزول کے
منتظر ہو کر انکو اپنا امام اور پیشوا بنانا چاہتے ہیں اور بہ موجب آئیت وان من اھل الکتاب
الا لیومنن بہ قبل موتہ کے تمام اہل کتاب کا اونپر ایمان لانا تبلاتے ہیں وہ
مخالف ان نصوص کے ہوئے یا نہیں اور جو غصہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فقط ایک
نسخہ توراۃ کے ہاتھ میں لینے سے ہوا تھا یہ لوگ اوس کے مورد ہونگے یا نہیں
بینوا توا جروا۔ انحضرت مخالفین ہمکو معاف فرماویں ہم یہ نہیں چاہتے کہ خاتم النبین کو چھوڑ کر حضرت عیسیٰ کی امت ہو کر
عیسائی بنجاویں +

حدیث بست و نہم

صحیح بخاری میں بصفحہ ۶۶۵ و ۶۹۲ و ۶۷۳ و ۹۹۶ وغیرہ زیر تفسیر آئیت و
کنت علیہم شہیداً ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب
علیھم وانت علی کل شئ شہید کے یہ حدیث لکھی گئی ہے فاقول
کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیداً الایہ **ف** یہ حدیث
قابل غور ہے اولاً تو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کو بڑی اہتمام سے
بیان فرمایا ہے کہ اول میں خطبہ پڑھا ہے۔ پھر قیامت کے میدان محشر کو یاد دلایا ہے
اور وہان کے احوال پر اہوال سے ڈرایا ہے اور پھر بلفظ الا جو حرف تنبیہ کا ہے
مخاطبین کو دو مرتبہ تاکیداً تنبیہ فرمایا ہے اور پھر جو لوگ عند اللہ اصحاب الشمال تھے
اونکو اپنے اصحاب ہونیکے لئے خباب باری میں فریاد کی جس کا جواب ملائکہ یہ
لوگ تیرے اصحاب سے نہیں ہیں بلکہ یہ اہل بدعت ہیں کہ تیری تعلیم میں طرح
طرح سے انھوں نے تحریف کی ہے اور نئی باتیں نکالی ہیں بعد ان سب امور کے
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسے کی وفات کو اوسی طرح پر بیان فرمایا جس طرح

علہ میں اونپر نگران رہا جب تک اون میں زندہ تھا پس جبکہ تونے مجھکو وفات دی تو تو ہی اونکا نگہبان تھا اور تو
[illegible] ۵۲ [illegible] یعنے حضرت عیسٰے نے کہا وکنت

پرانہی وفات کو جناب باری میں عرض کیا۔ ایھا الناظرین بڑی عبرت کا مقام ہے کہ باوجود ان جملہ امور کے پھر بھی توفی عیسے بن مریم کو بمعنے رفع جسمانی قرار دیتے ہیں لیکن بموجب اس حدیث کی ایسی تحریف کرنا شفاعت رسول مقبول اور شرب آب کوثر سے محروم رہنا ہے اور اصحاب الشمال میں داخل ہونا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حضرت عیسے کی توفی زمانہ نزول قرآن سے لیکر قیامت تک بیان فرمادی جسکو قبول کرنا ہو قبول کرے۔ پس یہ کسقدر بے باکی اور جرأت ہے ونعوذ باللہ منہا۔ اللھم لا تجعلنا من الذین احدثوا بعد رسولک وحرفوا ایات کتابک و لا تحرمنا من شفاعۃ رسولک و شرب ماء الکوثر۔ لطف یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی بھی حضرت عبداللہ بن عباس ہی ہیں اور معنے متوفیک کے ممیتک بھی انہیں سے ماثور ہیں جس سے ثابت ہوا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس کا مذہب بھی تھا کہ حضرت عیسے وفات پاچکے دیکھو ہمارے رسائل میں تفصیل اسکی +

حدیث سی ام

عن[۲] عبد اللہ بن عباس ان ابا بکر خرج وعمر یکلم الناس فقال اجلس یا عمر فابی عمر ان یجلس فاقبل الناس الیہ وترکوا عمر فقال ابوبکر اما بعد فمن کان منکم یعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن کان منکم یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت قال اللہ تعالی وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الی قولہ الشاکرین وقال ابن عباس واللہ لکان الناس لم یعلموا ان اللہ انزل ھذہ الایۃ حتی تلاھا ابوبکر فتلقاھا منہ الناس کلھم فما اسمع

علے اور پناہ مانگتے ہیں ہم [illegible] ساتھ اللہ تعالی ہمکو تو ان لوگوں میں مت کیجیو جنہوں نے تیرے رسول کے بعد نیا احداث کیا اور تحریف کیا تیری کتاب کی آیات کو اور ہمکو بے نصیب مت کیجیو اپنے رسول کی شفاعت سے ۔ [۲] حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ تحقیق حضرت ابوبکر نکلے درانحالیکہ حضرت عمر لوگوں سے کلام کر رہے تھے (یعنے کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے وفات نہیں پائی) حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا اے عمر بیٹھو پس حضرت عمر نے بیٹھنے سے انکار کیا (کیونکہ حضرت عمر کو حزن اور غم بہت لاحق تھا) پس سب نے دی حضرت ابوبکر کی طرف

بشرًا من الناس الا یتلوھا فاخبرنی سعید بن المسیب ان عمر
قال واللہ ما ھو الا ان سمعت ابابکر تلاھا رواہ البخاری صفحہ ۶۴۰
وعند احمد ان ابابکر حمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ان اللہ یقول انک میت
وانھم میتون حتی فرغ من الآیۃ ثم تلا وما محمد الا رسول الآیۃ قال
عمر انھا فی کتاب اللہ وما شعرت انھا فی کتاب اللہ وعند ابن
ابی شیبۃ فاستبشر المسلمون واخذت المنافقون الکآبۃ قال
ابن عمر فکانما کانت علی وجوھنا اغطیۃ فکشفت قسطلانی
حدیث صحیح بخاری مذکورہ دو جگہہ پر ہے چنانچہ بصفحہ ۱۶۶ کتاب الجنائز میں
بھی موجود ہے یہ حدیث بھی بڑی غور طلب ہے۔ جس سے چند فوائد حاصل ہوتے
ہیں۔ اول تمام صحابہ جو اسوقت میں حاضر تھے حضرت ابوبکر کیطرف متوجہ ہوئے
دوسرا ثانیاً حضرت ابوبکر نے واسطے نفی کرنے قول حضرت عمر کے حمد الہی اور تشہد بڑے
بڑے اہتمام سے خطبہ پڑھا اور ثالثاً خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات پاجانا
بیان فرمایا اور رابعاً اپنی اس بیان کے اثبات کے واسطے دو آئیتوں سے استدلال
کیا اول انک میت وانھم میتون سے جس سے شخصی اور جزوی طور
پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ثابت ہوتی ہی اور دوسری کلی طور پر
آئیت وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سے اوپر وفات
آنحضرت صلعم کے استدلال فرمایا۔ اور خامساً ان دونوں استدلالوں کو حضرت
عمر اور دیگر تمام صحابہ نے تسلیم فرمایا اور سادساً اس آیت کو تمام صحابہ واسطے
ثبوت وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر جگہہ پڑھتی پھرے اور حضرت
صدیق سے جب اس آیت کو سنا پھر کسیطرحکا شک وشبہ آنحضرت صلعم
کی وفات میں نہ رہا پس اگر تمام رسولونکی وفات اونکے خیال میں نہیں بیٹھے تھے

علہ روایت کیا اسکو بخاری نے اور نزدیک امام احمد کے ہے کہ بتحقیق حضرت ابوبکر نے حمد الہی اور ثنا اوسکی بیان کی پھر کہا تحقیق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تحقیق
تو بھی وفات پانیوالا ہے اور تحقیق وہ بھی مرنے والے ہیں پھر اس آیت کی تلاوت سے فارغ ہوکر دوسری آیت پڑھی نہیں محمد مگر رسول اور حضرت عمر
فرماتے ہیں کہ بتحقیق یہ آیت ضرور قرآن مجید میں ہے لیکن مجھکو اس امر سے ذہول ہوگیا تھا کہ یہ آیۃ قرآن مجید میں ہے اور نزدیک ابن ابی شیبہ کے یہ زیادت ہے کہ اس اختلاف کے رفع ہونے سے مسلمان خوش ہوئے اور منافقوں کو غم ہوا
حضرت عبداللہ ابن عمر نے کہا پس گویا کہ ہمارے چہروں پر پردے تھے حضرت ابوبکر کے اس خطبے سے وہ سب اٹھ گئے ۱۲ قسطلانی

اور حضرت عیسےٰ مستثنٰی تھے تو ان تمام اہل لسان نے کیونکر اس استدلال کو تسلیم کیا اور خود حضرت
ابو بکر صدیق نے ایسا ناقص استدلال جس کی تقریب تمام نہیں کیونکر کیا اگر انکے خیالوں میں
حضرت عیسٰے زندہ تھے تو وہ کہہ سکتے تھے کہ جسطرح حضرت عیسے زندہ ہیں اوسی طرح پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی حیات ہیں اور فوت نہیں ہوئے اور مخالفین کا لفظ
خلت سے اولجھنا بڑی حماقت ہے اول تو یہ قصہ ہی موت اور حیات کا ہے جس کے
اثبات اور نفی کے لئے استدلال کیا گیا۔ پس خلت کے معنے سوائے ماتت کے اور کیا ہو سکتے
ہیں۔ دوسرے آئیت انك میت وانھم میتون میں بھی جو پڑہی گئی میت کا
لفظ موجود ہے۔ تیسرے خود اوسی آئیت میں جملہ افان مات موجود ہے۔ چوتھے
معنے خلت کے جو مضت کے ہیں اس سے ایسی موت ثابت ہوتی ہے جس میں
کبھی رجعت نہ ہو کیونکہ جو زمانہ ماضی ہو گیا اوس کا عود پھر ممکن نہیں ہے تمام قرآن مجید
میں نظر کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ خلا کا لفظ صرف دو تین معنوں میں آیا ہے اول
تو خلوت میں جمع ہوتا ہے کما قال تعالیٰ واذا خلا بعضھم الی بعض اس معنے
میں جہاں کہیں آیا ہے متعدی بحرف جر آیا ہے دوسرے بمعنے مضت کے اسکا استعمال
بغیر حرف جر کے ہوا ہے کما قال تعالیٰ ام کنتم شھدآء اذ حضر یعقوب
الموت الی قولہ تعالیٰ تلك امۃ قد خلت ایضًا قال تعالیٰ اتعدانني
ان اخرج وقد خلت القرون من قبلی اس آئیت میں اللہ تعالےٰ ایک
فرضی کافر کا مقولہ نقل فرماتا ہے جو اپنے والدین مومنین سے کہتا ہے کہ کیا تم دونوں
وعدہ دیتے ہو مجھکو یہ کہ نکالا جاونگا میں حالانکہ بہ تحقیق گذر چکے ہیں بہت قرن پہلے مجھسے
قرنوں میں سے کوئی متنفس بھی دوبارہ دنیا میں نہیں آیا تو پھر بعث یا حشر و نشر کیسا
اور تیسرے یہ لفظ خلا صرف بمعنے خالی ہونے کے جو مشہور ہیں مستعمل ہوا ہے جیساکہ خلا الشئ
بمعنے خالی ہوئی شئے۔ اس لفظ خلت نے تو تمام اعذار باردہ مخالفین کے قطع کر دئے

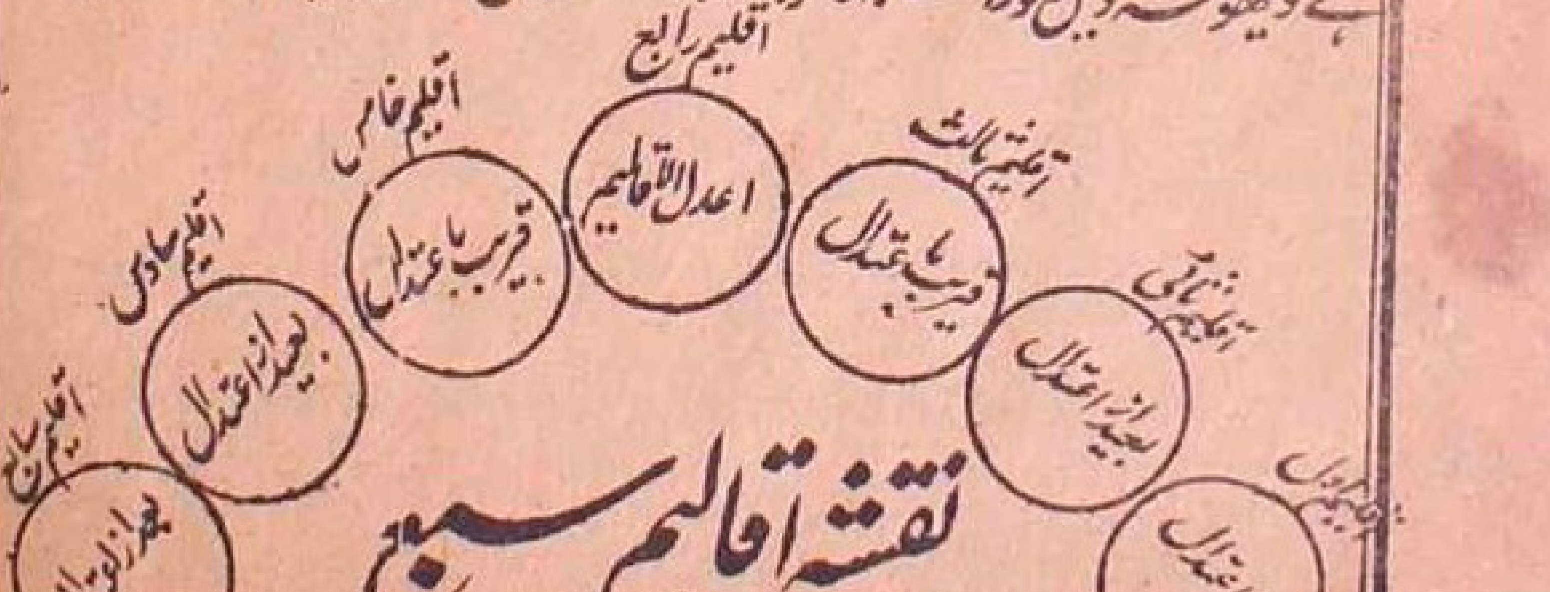
معہذا اسمیں گفتگو کئے جانا اپنی حماقت کا اظہار کرنا ہے وبس۔

حدیث سی و یکم

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورائت عیسی رجلا مربوع الخلق الی الحمرۃ والبیاض سبط الشعر متفق علیہ کذا فی المشکواۃ

اس حدیث میں بھی عیسی موعود کا ہی حلیہ مذکور ہوا ہے کیونکہ حضرت اقدس نہ طویل القامت ہیں اور نہ قصیر القامت اور نہ فربہ اور سمیں ہیں اور نہ دُبلے اور لاغر قد آپکا سب طرح سے درجا عتدال پر واقع ہوا ہے اور اسی کو مربوع الخلق یا ربعہ کہتے ہیں اور الی الحمرۃ والبیاض جو فرمایا گیا اوس کے معنے صاف ظاہر ہیں کہ اسمر اللون یعنے گندم گون ہیں کیونکہ جب کوئی رنگ مائل بہ سُرخی وسُفیدی ہوتا ہے اسکو آدم یا اسمر اللون کہتے ہیں باقی رہا سبط الشعر سووہ دوسری حدیث سابق میں مذکور ہو ہی چکا ہے۔ پس یہ حلیہ بھی اس مسیح موعود کا ہی موجود ہے جو شخص چاہے دیکھ لے اور مشکواۃ شریف میں جو اس حدیث کے آگے حضرت ابی ہریرۃ سے مروی ہے کہ لقیت عیسٰی ربعۃ احمر اُس سے مراد وہی عیسی نبی اسرائیلی مراد ہیں کیونکہ اونکا رنگ سُرخ ہے وجہ یہ ہے کہ رنگ شام کا ہونگا احمر ہی ہوتا ہے بشرطیکہ دیگر اسباب موجب تغیر لون کے پیدا نہ ہوں وعلی ہذا القیاس رنگ ہندوستان کا باعتبار آب وہوا وحر وبرد کے آدم یعنے گندمی رنگ ہوتا ہے بشرطیکہ اور اسباب سماوی یا ارضی باعث تغیر لون کے پیدا نہ ہوئے ہوں اور آدم ابو البشر کو جو آدم کہا گیا اوسکی وجہ یہی ہے کہ وہ گندمی رنگ تھے اور گندمی رنگ اسیوجہ سے ہوئی کہ اونکا ہبوط ارض ہند میں ہوا تھا۔ فی تفسیر ابن کثیر وقال السدی قال اللہ تعالی اھبطوا منہا جمیعا فہبطوا ونزل آدم بالھند ونزل معہ الحجر الاسود الی آخرہ وقال عمران بن عیینہ عن عطاء بن السائب

عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال اھبط آدم بدحنا
ارض بالھند الی قولہٖ وعن الحسن البصری قال اھبط آدم
بالھند وحوا بجدہ + تفسیر ابن کثیر میں ہے اور کہا سدیؔ نے کہ فرمایا اللہ
تعالےٰ نے اوترو تم سب اوس سے پس اُترے وہ اور اوترے آدم ہندوستان
میں ور انکے ساتھ حجر اسود تھا آخر تک اور کہا عمران بن عیینہ نے وہ راوی
ہیں عطا بیٹے سائب سے اور وُہ سعید بیٹے جبیر سے اور وُہ عبداللہ بن عباس سے
کہا اونہوں نے اُترے آدم دحنا میں جو ہند کی زمین ہے اور حسن بصری سے روایت
ہے کہا انہون نے اتارے گئے آدم ہند میں اور حوا جدہ میں، **ف** اور جو دیگر روایات
ہبوط آدم کی نسبت اُسکی مخالف آئی ہیں وُہ ماول ہیں اس طرح پر کہ اُون دوسرے
مقامات میں کسیوقت ثانی میں نزول آدم ہوا ہو کیونکہ ان روایات مذکورہ کی موید
درائت بھی ہے وجہ یہ ہے کہ رنگ تابع حر و برد کے ہوتا ہے۔ چونکہ جانب جنوب
میں باعتبار وضع قرب آفتاب کے افراط سے گرمی ہوتی ہے۔ لہذا جنوبی آدمیوں کا
رنگ جو حبش وغیرہ میں سیاہ ہوتا ہے اور شمال میں چونکہ برد افراط سے ہے لہذا شمالی
لوگوں کا رنگ جیساکہ یورپین میں سُفید ہوتا ہے اور مابین ان دونوں طرفوں کے جسقدر
متجاوز ہوتے جاویں اوسی قدر سپیدی اور سیاہی متدرج ہوتی چلی جاتی
ہے دیکھو نقشہ ذیل کو جو واسطے سمجھانے قرب اور بعد کے اعتدال سے دیا گیا ہے۔ نہ بطور جغرافیہ کے تحقیق



نقشہ اقالیم سبع
باعتبار قرب وبعد از اعتدال

چونکہ اقلیم رابع وسط میں واقع ہوئی ہے لہذا وہ اعدل الاقالیم ہے اور اقلیم رابع کے ادہر اور ادہر کیطرف یعنے اقلیم ثالث اور خامس ہیں کہ قریب باعتدال ہیں اور ثانی اور شادس بعید از اعتدال اور اول اور سابع ابعد از اعتدال ہیں کیونکہ قرب و بعد آفتاب کے لحاظ سے ہوا کے حار و بارد ہونے میں بڑا تفاوت پڑجاتا ہے اور چونکہ ملک شام اقالیم معتدلہ میں واقع ہے لہذا رنگ اون لوگونکا سرخ واقع ہوا ہے کیونکہ نضج کامل جو حرارت معتدلہ سے جو حمرت کو مقتضی ہے نظر کرو اخلاط اربعہ کیطرف اور دیکھو اونکی الوان کو جو بسبب تفاوت درجات حرارت اور برودت کے سرخ و سپید سیاہ اور زرد ہو جاتے ہیں اور اہل ہند چونکہ اعدل الاقالیم سے کسیقدر جنوب کو متجاوز ہیں لہذا رنگ اونکا بلحاظ حر و برد کے قطع نظر دیگر اسباب حادثہ کے مائل بہ گندمی رنگ ہوا ہے یہی وجہ حضرت آدم کا نام آدم ہوا جو انسان گندم گونکو کہتے ہیں واللہ اعلم بالصواب اور حضرت عیسے چونکہ شامی ہیں لیئے انکو احمر کہا گیا۔ خلاصہ یہ کہ عیسے موعود کو آدم کہنا ایسا ہی جیساکہ اُسکو ہندی کہا جاوے اور عیسے اسرائیلی کو احمر کہنا ایسا ہی جیساکہ اُسکو شامی کہا جاوے

حدیث سی و دوم

وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی اخر الزمان خلیفۃ یقسم المال ولا یعدہ وفی روایۃ قال یکون فی اخر امتی خلیفۃ یحثی المال حثیا ولا یعدہ عدا رواہ مسلم **ف**

جو شخص حضرت اقدس مرزا صاحب کے پاس چند روز رہا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ جو مال اور روپیہ اونکی یہاں مریداں وغیرہ سے آتا ہے اور نیز خور و نوش مسافریں پر خرچ ہوتا ہے یا دیگر تائید اسلام طبع کتب وغیرہ میں صرف کیا جاتا ہے اوس کا کوئی حساب و کتاب

علہ اور حضرت جابر سے روایت ہے کہا اونہوں نے فرمایا رسول اللہ صلعم نے ہوویگا آخر زمانہ میں خلیفہ کہ تقسیم کریگا مال کو اور شمار نہ کریگا یعنے حساب کتاب نہ رکھیگا اور دوسری روایت میں ہے ہوویگا میری امت کے آخیر میں ایک خلیفہ جو
[illegible]

نسبت آمدنی وصرف کے نہیں لکھا جاتا ہے مدت سات سال سے یہ عاجز دیکھ رہا ہے
کہ قریب سات آٹھ سو روپیہ کے ماہوار خرچ ہو جاتا ہے لیکن حساب وکتاب آج تک
نہیں لکھا گیا اور نہ زبانی کوئی حساب کیا گیا علاوہ یہ کہ حاشیہ مشکواۃ شریف میں لکھا ہے
والمراد بالخلیفۃ المھدی عم ویحتمل ان یکون غیرہ لمعات قولہ
ولا یعدہ عدا اشارۃ الی قوۃ سخاۃ پس اس حدیث کے کامل مصداق حضرت
اقدس ہیں والحمد للہ

حدیث سی وسوم

عن ابن مسعود لا تقوم الساعۃ حتی لا یحج البیت رواہ ابو یعلی والحاکم
ھکذا فی منتخب کنز العمال صہ ۱۳ جلد ۶ **ف** بعض روایات کعب میں جو وارد ہوا ہے
کہ کعبۃ اللہ شریف کا ہدم زمانہ عیسی موعود میں واقع ہوگا سو یہ امر صحیح نہیں ہے اولاً تو
مخالف ہے آیت اولم یروا انا جعلنا حرما امنا کے ثانیاً مخالف ہے الم
ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل الم یجعل کیدھم فی تضلیل ترمیھم
بحجارۃ من سجیل فجعلھم کعصف ماکول کے جبکہ اللہ تعالی نے اصحاب فیل کو
مکہ معظمہ سے روک دیا باوجودیکہ ہوقت وہ قبلہ بھی مسلمانوں کا نہ ہوچکا تو حضرت عیسی موعود کیوقت
میں وہ کیونکر منہدم ہو جاوے گا ثالثاً یہ کہ تمام روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ زمانہ
عیسی علیہ السلام کا سلامت وخیر وبرکت وامن والا ہوگا اور حج کرنا ایک رکن ہے ارکان
دین اسلام سے پھر جب تک اسلام باقی ہے یہ رکن اسلام بھی باقی رہیگا پھر ایسا غیر مامون
زمانہ جس میں کعبۃ اللہ شریف بھی منہدم ہو جاوے کیونکر عیسی موعود کیوقت میں آسکتا
ہے ہاں اون روایات کا مصداق (جو صحیحین وغیرہ میں مندرج ہیں) یخرب الکعبۃ ذو السویقتین
من الحبشۃ وغیرہ۔ اگر عین متصل قیامت کے واقع ہو تو ممکن ہے لیکن اس حدیث

مذکورہ کا مصداق واقع ہو چکا بالحظہ اخبارات سے اور نیز شہرت عامہ سے ثابت ہے
کہ حضرت سلطان روم بھی دول یورپ کے ساتھ ساتھ متفق ہو کر ہر ملک وبلاد کے
حجاج کو روک دینے پر رضامند ہو گئے تھے امیر کابل شاہ ایران خدیو مصر سلطان شام
وغیرہم نے اپنی اپنی ملک کے حجاج کو روک دیا اور بڑے بڑے ڈاکٹر اور فلاسفر طاعون
طاعون مقرر کرنے کو مقرر ہوئے غرضکہ لایحج البیت کا مصداق پورا واقع ہو چکا اور
کسیقدر روک ٹوک ہنگ نسبت مرض طاعون کے واقع ہو رہی ہے اور اغلب ہے
کہ مراد کعب احبار کی انہ یقع فی زمن عیسے سے اسی حدیث مذکورہ کا مصداق زمانہ
عیسی میں واقع ہونا مطلوب تھا جسکو بعض شراح نے سمجھا کہ ہدم کعبہ زمانہ عیسی موعود میں ہوگا
وھو غلط فاحش کما مر

حدیث سی وچہارم

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تتبع الدجال من امتی سبعون الفا علیہم السیجان رواہ فی شرح السنۃ
مولانا عبد العلی صاحب بحر العلوم اپنے رسالہ **اشراط الساعۃ** مسمے فتح الرحمن
باب مہدی میں ارشاد فرماتے ہیں و روایت کردہ است محی السنۃ از ابی سعید خدری
کہ فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تابع خواہند گشت دجال را از امت من ہفتاد ہزار کس
کہ باشد برایشان سیجان و سیجان جمع ساج است طیلسان سبز را گویند بدانکہ ظاہر آنست
کہ تابع شوند دجال را از امت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کہ محروم باشند از اتباع مہدی
واکثر انہا از روافض خواہند بود و خروج دجال با تباع خود از خراسان نیز شاہد بانست
از برائے آنکہ انہا در امام مہدی چیزہا اختراع کردہ اند و بہتان بستہ اند چوں امور مخترعہ
در مہدی نخواہند یافت تابع بدل نخواہند شد و از غوایت خود ہا تابع دجال خواہند شد

علہ یعنے بحقیق رکاوٹ حج کی واقع ہوگی زمانہ مسیح موعود میں علہ یعنے حضرت ابو سعید خدری کی روایت ہے
[illegible]

اقول واللہ اعلم وقت جنگ مقدس اول سے جنگ مقدس ثانی تک جو نظر کیجاوے تو پیشین گوئی مندرجہ حدیث کا صدق بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ ہزارہا مسلمان و علماء تخنے پھرنے والے امت محمدیہ میں سے دجالین نصارای کے ساتھ ہوگئے ہیں اور اس جنگ مقدس میں دجالین نصاری کو سچا قرار دیتے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کو جو اسلام کی تائید و نصرت میں ہمہ تن مستعد ہیں اور تائیدات سماوی اور نشانات آلھی کو بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں برابر اور متواتر صادر ہوتے چلے جاتے ہیں اون سب کی تکذیب ہمراہ نصاری کے کرتے ہیں اور دجالین نصارے کی تصدیق کرتے ہیں دیکھو مثل مقدمہ ڈاکٹر ہنری کلارک کو جو کتاب البریت میں شایع ہوئی ہے اور مراد عدد سبعین الفا سے کثرت ہے نہ خاص عدد سبعین اور اگر عدد سبعین بھی مراد لیا جاوے تو مجھکو امید ہے کہ بعد مردم شماری کے یہ عدد بھی پورا ہو جاوے گا اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منہم واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منہم

حدیث سی و پنجم

واخرج نعیم بن حماد عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المھدی رجل من عترتی یقاتل علی سنتی کما قاتلت انا علی الوحی ھکذا فی حجج الکرامۃ

ف یہ مقاتلہ سنت رسول اللہ صلعم پر علماء اور فقہاء سے کامل طور پر ہوچکا دیکھو **محمد حسین** بٹالوی کا کفرنامہ اور مجادلات و مکابرات علماء ہند اور فقہاء زمانہ کے جن کی وجہ سے بھائی بھائی سے اور باپ بیٹے سے اور احباب احباب سے جدا ہوگئے اور ہند میں ایک شور قیامت بٹالوی کیطرف سے برپا ہوا ایسے تکفیر کا کسی پہلی تاریخ میں پتہ نہیں ملتا ہے کتب و رسائل اشراط الساعۃ میں اس

علہ یا اللہ تو نصرت کر اوس شخص کی جو نصرت کر رہا ہے دین محمد صلعم کی اور کر تو ہمکو اونمیں سے اور رسوا کر اوس شخص کو جو رسوا کرنا چاہتا ہے دین محمد صلعم کی اور مت کر تو ہمکو اون میں سے ۱۲ منہ علہ حماد روایت کیا ہے نعیم بن حماد نے حضرت علی رض

فتنہ تکفیر کو بزمانہ مہدی بہ تفصیل تمام بیان کیا ہے بلکہ حضرت ابن عربی نے کتاب مستطاب فتوحات مکیہ اور نیز دیگر اپنی کتب میں بہت شرح اور بسط سے اس قصہ تکفیر مہدی کو لکھا ہے اگر فتوحات میسر نہ ہو تو دیکھو دراسات اللبیب کو اور نہ کتاب حجج الکرامہ کو ہی دیکھو اور پھر بنظر ثانی کرو تکفیر شیخ بٹالوی اور دیگر فقہا و علماء ہندوستان پر جو لوگ لفظ عترۃ سے استدلال کرتے ہیں کہ یہ مہدی بنی فاطمہ سے ہوگا یہ استدلال اونکا ناتمام ہے کیونکہ لفظ عترۃ کا عام ہے نسل اور غیر نسل دونوں کو شامل ہے دیکھو کتب لغات کو مختار الصحاح میں لکھا ہے عترۃ الرجل نسلہ و رھطہ الادنون[عـه] یعنے عترت رجل کی جو لوگ اوس کی اولاد و نسل سے ہوں اور نیز وہ قوم جو اُس سے قریب تر ہوں یا الله تو اس خاکپائے عترہ رسول مقبول کو مصداق اوس سید آل رسول کا گردان دے جو اس مسیح موعود نے اپنی رویائے صادقہ میں دیکھا ہے۔ ناظرین سے بھی اس دُعا کی درخواست کرتا ہوں کہ میرے حق میں یہ دُعا کریں اور وہ رویا حضرت اقدس ذیل میں لکھی جاتی ہے **براہین احمدیہ** جلد سوم مطبوعہ ۱۸۸۲ء صفحہ ۲۵۲

اب ایک چوتھی رویا بھی آپکی تسلی کامل کیلئے بیان کرتا ہوں تخمیناً دس برس کا عرصہ ہوا ہے جو ہمنے خواب میں حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکھا اور مسیح نے اور میں نے ایک جگہ ایک ہی برتن میں کھانا کھایا اور کھانے میں ہم دونوں ایسے بے تکلف اور بامحبت تھے کہ جیسے دو حقیقی بھائی ہوتے ہیں اور جیسے قدیم سے دو رفیق اور دلی دوست ہوتے ہیں اور بعد اوس کے اُسی مکان میں جہاں اب یہ عاجز اس حاشیہ کو لکھ رہا ہے میں اور مسیح اور ایک اور کامل مکمل سید آل رسول دالان میں خوشدلی سے ایک عرصہ تک کھڑے رہے اور سید صاحب کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا اوسمیں بعض افراد خاصہ امت محمدیہ کے نام لکھی ہوئی ہیں اور حضرت خداوند تعالے کیطرف سے اُنکی کچھ تعریفین لکھی ہوئی تھیں۔ چنانچہ سید صاحب نے اُس کاغذ کو پڑھنا شروع کیا جس سے یہ معلوم

[عـه] یعنے عترت آدمی کی جو اوس کی نسل ہو اور اُنکی قوم جو اس سے قریب زیادہ ہوں ۱۲

ہوتا تھا۔ کہ وہ مسیح کو امت محمدیہ کے اُون مراتب سے اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ جو عند اللہ اُنکے لئے مقرر ہیں اور اسکاغذ میں عبارت تعریفی تمام ایسی تھی کہ جو خالص خدا تعالےٰ کی طرف سے تھی سو جب پڑھتے پڑھتے وہ کاغذ آخیر تک پونہچ گیا اور کچھ تھوڑا ہی باقی رہا تب اس عاجز کا نام آیا جس میں حضرت احدیت تعالیٰ کیطرف سے یہ عبارت تعریفی عربی زبان میں لکھی ہوئی تھی ھو منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی فکاد ان یعرف بین الناس یعنے وہ مجھ سے ایسا ہے جیسے میری توحید و تفرید سو عنقریب لوگوں میں مشہور کیا جاویگا یہ اخیر فقرہ فکاد ان یعرف بین الناس اسی وقت بطور الہام بھی القا ہوا چونکہ مجھکو اس روحانی علم کی اشاعت کا ابتدا سے شوق ہے اس لئے یہ خواب اور یہ القا کئی مسلمانوں اور کئی ہندوں کو جو اب تک قادیاں میں موجود میں اسیوقت تبلایا گیا۔ اب دیکھئے کہ یہ خواب اور یہ الہام بھی کسقدر عظیم الشان اور انسانی طاقتوں سے باہر ہے اور گو ابھی تک یہ پیشگوئی کامل طور پر پوری نہیں ہوئی مگر اُسکا اپنے وقت پر پورا ہونا بھی انتظار کرنا چاہیئے کیونکہ خدا کے وعدوں میں ممکن نہیں کہ تخلف ہووے۔ اور اسی طرح پر لفظ یقاتل اور قاتلت سے لڑائی اور حرب کا سمجھنا بھی ہر جگہہ پر صحیح نہیں ہے دیکھو مسلم کی حدیث کو عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامۃ قال فینزل عیسے بن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ ھذہ الامۃ۔

اس حدیث میں جو فرمایا گیا کہ ہمیشہ ہمیشہ میری امت میں سے ایک گروہ دین حق اسلام پر لڑائی کرتا رہیگا اور ہمیشہ وہ غالب بھی رہیگا قیامت تک یہ لڑائی اور غلبہ اُنکو حاصل رہے گا۔ اُس کو اگر سیفی لڑائی پر حمل کیا جاوے تو بیشک پیشگوئی غلط ہوئی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ امر کل قرنوں میں ہرگز نہیں ہوا کہ سیفی لڑائی میں اہل اسلام

ملہ حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ ہمیشہ ایک گروہ میری امت میں سے امر حق پر جھگڑتا رہیگا اور قیامت تک ہمیشہ غالب رہیگا آخر میں فرمایا کہ پھر عیسے سو عود اترینگے تب دن میں جو امیر ہو گا کہیگا کہ آپ نے نماز پڑھائی تب آپ جواب دینگے کہ نہیں کفتم

کو غلبہ ہی ہوا ہو یا ہر ایک زمانہ میں اہل اسلام کا کوئی طائفہ قتال سیفی ہی کرتا رہا ہو اور یہ امر عقلاً بھی ممکن نہیں ہے ہاں حجت اور برہان سے اسلام غیر اسلام پر ہمیشہ غالب رہا اور غالب رہتا ہے اور قیامت تک غالب رہیگا والحمد للّٰہ علی ہذا الاظہار والغلبہ

حدیث سی و ششم

لا تقوم الساعۃ حتی تخرج نار من رکوبۃ تضئ اعناق الابل ببصری رواہ ابو عوانہ عن ابی الطفیل عن حذیفۃ بن اسید - نہیں قائم ہوگی قیامت جب تک کہ ظاہر نہو نے سواری میں سے آگ کہ روشن کر دیے اعناق الابل بُصری میں جو ایک قریہ ہے ملک شام میں **ف** شارحین حدیث اعناق الابل کے اس حدیث میں آنحضرت صلعم نے ریل گاڑی اور دُخانی جہاز کی نسبت پیشین گوئی فرمائی ہے کہ قریب قیامت کے ایک ایسی سواری نکلے گی جسکی رفتار بعلت آگ کے سبب ہوگی اور بعض احادیث صحیحہ میں جو دجال کے بارے میں ہیں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ معہ ماء و نار یعنی بعلت رفتار کے دونوں چیزونکو بیان فرمایا ہے - چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام کلمات جامعہ پر مشتمل ہوتا ہے لھذا اس جملہ معہ ماء و نار میں کلیتاً احوال دجال بیان فرمایا کہ جملہ کارخانہ کلوں وغیرہ کا جو دجال کے ساتھ ہوگا وہ سب پانی اور آگ سے ہی ہوگا دیکھو تمام کلوں کے کارخانوں کو کہ آگ اور پانی سے کوئی کارخانہ خالی نہیں ہے - چونکہ ریل گاڑی میں ہر وقت آگ کا مشاہدہ ہر ایک شخص کو ہوتا رہتا ہے اور اسکی حالت رفتار میں ہر وقت دھواں نکلتا رہتا ہے جو دلیل ہے آگ پر لھذا صرف ایک سبب اعظم آگ کو ہی قرار دیا کیونکہ ظہور اور خروج صرف آگ کا ہی ریل میں مشاہدہ ہوتا ہے - اور بصری ایک موضع ہے مواضعات ملک شام سے ارشاد ہوتا ہے کہ ملک شام میں ایک سواری سے آگ نکلیگی یعنے ریل گاڑی یا دخانی جہاز وہاں پر جاری

عہ فتوحات کے باب ۳۶۶ میں مہدی کی تلوار صدق کو قرار دیا ہے وھو ھذا یہ جان لیں کہ صدق اور راستی
[illegible]

ہون گے اور روشنی اوس آگ کی اونٹ کی گردنوں تک اونچی ہوگی جس سے وہ روشن ہوجاینگی یا چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ملک شام کی جن کا نام اعناق الابل ہے اوس آگ کی روشنی سے روشن ہونگے چنانچہ یہ پیشین گوئی واقع ہوچکی ملک شام میں ریل بھی جاری ہے اور جو خلیج یا دریا ملک شام کے متعلق ہیں اون میں دخانی جہاز بھی چل رہے ہیں اور رات کو ریل کی آگ سے روشنی بھی ہوجاتی ہے۔ دیکھو جغرافیہ اور نقشجات ملک شام کو اور پھر وقتاً فوقتاً اس آگ گاڑی کی ترقی بھی ہوتی جاتی ہے اب واضح ہو کہ چونکہ اس حدیث میں آگ مقید ہے اس قید کے ساتھ کہ ایک سواری سے نکلیگی لھذا جس حدیث میں مطلق آگ کا ذکر فرمایا گیا ہے اوس سے مراد وہی مقید آگ ہے کیونکہ قاعدہ علم اصول کا ہے کہ مطلق مقید پر محمول ہوا کرتا ہے جیسا کہ دخانی جہاز کو بھی دخانی کہتے ہیں کیونکہ دخان اوس سے ہر وقت مشاہد ہوتا رہتا ہے حالانکہ اوسکی کل بھی پانی اور آگ سے خالی نہیں مگر صرف دخان کیطرف منسوب کیا گیا ہے اور احادیث میں اکثر امور متعلق ریل اور دخانی جہاز کے نار کیطرف نسبت کئے گئے ہیں اور ریل کو آگ گاڑی بھی اکثر لوگ بولتے ہیں کیونکہ نار ہی اس کل کیلئے ایک جزو اعظم ہے اور وہی ہر وقت مشاہد ہوتی ہے دیکھو احادیث ذیل کو۔

حدیث سی ہفتم

عن رافع بن بشر السلمی عن ابیہ یوشک ان تخرج نار من حبس سیل تسیر سیر مطیئۃ الابل تسیر بالنھار وتقیم باللیل تغدو وتروح یقال غدت النار ایھا الناس فغدوا وقالت النار ایھا الناس فقیلوا راحت النار ایھا الناس فروحوا من ادرکتہ اکلتہ رواہ احمد وابو یعلی والبغوی والباوردی وابن قانع وابن حبان والطبرانی والحاکم وابو نعیم والبیہقی کذا فی منتخب کنز العمال فی شراط الساعۃ الکبری بعد باب المھدی

عہ السلمی المدنی الیسیر ۱۲ منہ

قریب ہے یہ کہ ظاہر ہو ویگی ایک اگ رواں چیز یعنے پانی کے روکنے سے چلیگی اُونٹ کا سا مکڑ اکر چلنا دن کو لے چلیگی اور رات کو ٹھہرا دیویگی صبح کو بھی چلیگی اور شام کو بھی چلیگی یعنے ہر وقت چلے گی اور پکارا جاویگا کہ صبح کو چلے اے لوگو تم بھی صبح کو چلو دوپہر کو چلی تم بھی اے لوگو دوپہر کو چلو شام کو چلی اے لوگو تم بھی شام کو چلو جس شخص کو وہ گھیر لیویگی کھا جاوے گی روایت کیا اُسکو احمد۔ ابو یعلی بغوی باوردی ابن قانع ابن حبان طبرانی حاکم ابو نعیم بیہقی نے اسی طرح ہی منتخب کنز العمال میں **ف** اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخبر صادق نے کل نقشہ واقعات ریل کا کھینچکر بتلا دیا ہے اولاً فرمایا کہ پانی کے روکنے سے یہ اگ گاڑی طیار ہوگی دوسرے اس کی چال کی ہیئت اور صورت کا بتا دیا کہ ایک ناز اور تبختر کے ساتھ مثل رفتار اونٹ کے خراماں اسکی چال ہوگی تیسرے فرمایا کہ تمام دن چلیگی اور حسب خواہش رات کو مسافرین کو ٹھہرا بھی دیویگی چوتھے جو آوازیں اسٹیشنوں پر بطور منادی کے صبح دوپہر اور شام کو دیجاتی ہیں وہ بھی واضح طور پر بیان فرما دیں اور باعتبار اکثر ٹائم اُسکے چلنے کے تینوں وقت ارشاد فرما دیئے پانچویں یہ بھی فرما دیا کہ جسکو یہ اگ یعنے گاڑی گھیر لیوے گی اُسکو فوراً کھا جاویگی چنانچہ یہ واردات بھی ریل پر اکثر ہوتے رہتے ہیں اور یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ جسکو گاڑی نے پالیا اُسکو جھٹ اپنی اندر بیٹھا لیا یہی اُسکا کھا لینا ہے۔ اور یہ جملہ امور جو اگ کیطرف نسبت کئے گئے اُسکی وجہ یہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی کہ اگ ہی اس گاڑی کی رفتار کا بڑا اعظم سبب ہے جیسا کہ دیسی گاڑی کی بیلوں یا گھوڑوں کی طرف تمام اعمال و افعال سیر وغیرہ کے نسبت کئے جاتے ہیں اور گاڑی کیطرف بھی نسبت کئے جاتے ہیں +

حدیث سی و ہشتم

لتقصدنکو نار ھی الیوم خامدۃ فی واد یقال لہ برھوت یغشی الناس

فیہما عذاب الیم تاکل الانفس والاموال تدور الدنیا کلہا فی ثمانیۃ ایام تطیر طیر الریح والسحاب حرہا باللیل اشد من حرہا بالنہار ولہا بین السماء والارض دوی کدوی الرعد القاصف ھی من رؤس الخلائق ادنی من العرش قیل یارسول اللہ اسلیمۃ ھی یومئذ علی المومنین والمومنات قال واین المومنون والمومنات یومئذ ھُم شر من الحمر یتسافدون کما تتسافد البھائم ولیس فیھم رجل یقول مہ مہ ۔ رواہ الطبرانی وابن عساکر عن حذیفۃ بن الیمان ۔ البتہ البتہ آویگی تمھاری پاس ایک آگ کہ وُہ آچکیے دن وادی برہوت (یعنے بیروت) میں دبی بجھی پڑہی ہوئی ہے تمام لوگوں کو ڈھانک لیویگی (یعنے اس میں سب لوگ غبلا ہو جاویں گے) اور اُس میں تکالیف اور عذاب دردناک بھی ہوویں گے کھالیویگی جانونکو اور مالونکو (یعنے بہت سی جانیں اوس میں تلف ہوویں گی جیساکہ واردات ریلوے سے ظاہر ہے اور ہوسکتا ہے۔ کہ کھالینے سے مراد اندر بیٹھالینے سے ہو اور صرف اموال تو اس میں ظاہر ہے کہ لاکھوں روپیہ اُسکی طیاری میں صرف ہوتا ہے اور لاکھوں ہی روپیہ اُسکے کرایہ میں لیاجاتا ہے پس کروڑہا روپیہ کھاتی چلی جاتی ہے ۔ دَور کرلیویگی تمام دُنیا میں اندر میعاد آٹھ دن کے (اگرچہ اسوقت تک رفتار ریلوی ایسی تیز نہیں ہوئی کہ محیط کرہ ارض جو چوبیس ہزار ۲۴۰۰۰ میل ہے یہ گاڑی آٹھ دن میں طے کرلیوے مگر روز بروز ترقی کارخانے ریلوے کی کہہ رہی ہے کہ اُس کی رفتار ایسی ہی تیز ہو جاوے گی کہ اندر میعاد آٹھ دن کے چوبیس ہزار میل طے کرسکے) ہوا اور بادل کی طرح اوڑیگی (یہ ظاہر ہے) گرمی اُسکی رات میں سخت تر ہوگی دنکی گرمی سے (وجہ یہ ہے کہ اول تو رات کو تمام گاڑیوں میں لیمپ روشن کیے جاتے ہیں ۔ جن کی وجہ سے کہہ سکتی ہیں کہ حرارت اُسکی رات میں اشد ہے دنکی حرارت سے دوسرے یہ کہ قواعد انجن کے بھی مقتضی ہیں ارسکی رات میں حرارت انجن کی

علہ یہ اشارہ ہے کوئلونکی کان کیطرف ۱۲ منہ

کسی قدر زیادہ تیز کیجاوے) اور اُسکی لئے شل کڑک رعد کے ایک گونجنے والی آواز ہوگی
جو آسمان اور زمین کے درمیان گونجے گی اور وُہ آگ چھت سے زیادہ تر قریب ہوگی تمام
خلایق کے سروں سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ وُہ آگ مومن مردوں اور مومن عورتوں پر
کیا موجب سلامتی ہوگی تو آپ نے فرمایا کہ اوسدن مومنین اور مومنات کہاں ہونگے وُہ تو
گدھوں سے بھی زیادہ بدتر ہونگے یعنے مومنین کاملین اوس روز کہاں رہیں گے یہ ایسا محاورہ
ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن ولا یسرق السارق حین یسرق وھو
مومن ولا یشرب الخمر حین یشربھا وھو مومن ولا ینتھب نھبۃ یرفع
الناس الیہ فیھا ابصارھم حین ینتھبھا وھو مومن ولا یغل احدکم حین
یغل وھو مومن فایاکم ایاکم متفق علیہ اب آگے مومنوں کے مومن باقی نہ رہنے
کا سبب ارشاد ہوتا ہے) کہ وہ ریل والے افعال و اعمال زنا کے بے شرمی سے ارتکاب
کرینگے جیسا کہ چوپائے اور بہائم ارتکاب کرتے ہیں اور کوئی آدمی اونہیں ایسا بھی نہ ہوگا
جو روک ٹوک ایسے اعمال کی کرتا ہو۔ **ف**۔ سبحان اللہ یہ پیشین گوئی مخبر صادق کی کیسی
ہو بہو صادق آئی ہے۔ جو لوگ سفر ریل کرتے ہیں انکو معلوم ہوا ہوگا کہ ہزارہا اور لکھوکھا
مسافرین غیر ہندوستان انشار یورپ وغیرہ میں ایسے ہی اعمال بے شرمی کے مرتکب ہوتے ہیں
جس طرح پر کہ بہائم و نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا **حدیث سی
ونہم** ابو داود نضی کی حدیث میں اس آگ کی صفت یوں بھی وارد ہوئی ہے تبعث نار علی
اھل المشرق فتحشرھم الی المغرب تبیت معھم حیث باتوا وتقیل معھم حیث
قالوا یکون لھا ما سقط منھم وتخلف تسوقھم سوق الجمل الکبیر رواہ الدار قطنی
فی الافراد۔ یعنے بھیجی جاویگی ایک آگ مشرقی لوگوں پر جو انکو جمع کر کے لیجاویگی طرف مغرب
کے رات کو مسافرین کے ساتھ رہیگی جہانپر وہ رہیں گے اور دوپہر کو انکے ساتھ رہیگی جسجگہ پردہ

علہ حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہا انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زنا نہیں کرتا ہے زانی اُس
حالہ میں کہ مومن ہو اور چوری نہیں کرتا ہے وہ اس حال میں کہ مومن ہو اور شراب نہیں پیتا ہے اس حال میں کہ مومن ہو اور
[illegible] اور خیانت نہیں کرتا ہے کوئی تمہارا جس وقت خیانت کرے در انحالیکہ مومن ہو پس ان منہیات سے بچو تم ۱۲ منہ علہ اور پناہ مانگتے ہیں ہم اللہ سے ساتھ اپنے نفسوں کی بدیوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے ۱۲ منہ

حدیث سی ونہم

دیپہر میں ٹھہریگی جو چیز اوس میں سے گرجاویگی اس کو وہ منگالیویگی (یہ تار برقی کیطرف اشارہ ہے جو مقدمہ ہے ریل کا یعنے جو شئے کسی اسٹیشن پر رہجاتی ہے اسکو بذریعہ تار کے طلب کر لیتے ہیں) اور مشرق سے مغرب کیطرف کو جمع کر کر لیجانا بھی ظاہر ہے کیونکہ ہندوستان میں شلا ریلوے اولاً مشرقی سمت کلکتہ سے جاری ہوئی ہے اور پھر سمت مشرق سے مغرب کیطرف پشاور وغیرہ کو مسافرین کا مجموعہ لیجاتی ہے بدیں لحاظ فرمایا گیا کہ تحشرھم الی المغرب اگرچہ مغرب سے مشرق کیطرف کو بھی لیجاتی ہے۔ مگر بلحاظ اوسکے مبدا کے کہ مشرق ہے اسکی روانگی کا اعتبار کیا گیا[۲عہ] اور بعض احادیث میں اسی گاڑیکو باعتبار خوبصورتی کے حمار اقمر بھی فرمایا گیا ہے اور اسی ریل کے احوال میں فرمایا گیا ہے۔ ویترک القلاص فلا یسعی علیھا اور چونکہ خشکی سے نہایت جلد سمندروں میں پونچا دیتی ہے لہذا فرمایا گیا دریہ تلقی الناس فی البحر (رواہ مسلم) اور اس سواری کا طول بھی ارشاد فرمایا گیا کہ ما بین اذنیہ سبعون باعا رواہ البیہقی فی کتاب البعث والنشور یعنے مابین دونوں کانوں اوسکے کے ستر باع کا فاصلہ ہوگا روایت کیا اسکو بیہقی نے کتاب بعث ونشور میں۔ اکثر گاڑیونکو دیکھا گیا کہ ستر باع کی ہوتی ہیں اور دونوں کان اوسکے وہی ہیں کہ انجن پر ڈریور اور پچھلی گاڑی میں گارڈ ہوتا ہے جو باہم ایکدوسرے کی خبر رکھتے ہیں کہیں فرمایا گیا کہ کالغیث استدبرتہ الریح اور کہیں فرمایا گیا یخرج الدجال معہ نھر وماء کیونکہ ریل میں جو پانی ہوتا ہے وہ بذریعہ نل کے ہر گاڑی اعلیٰ درجہ کی ہیں پونچایا جاتا ہے اور نل کا بمنزلہ نہر کے ہونا ظاہر ہے غرضکہ اس ریلویکے صفات اور واقعات احادیث صحیحہ میں اسقدر کثرت سے مذکور ہیں کہ اگر اون سبکو جمع کیا جاوے تو ایک دفتر طویل مولف ہوجاوے۔ اور واضح ہو کہ جس طرح پر ہماری زبان اردو میں افعال کی اسناد بطور مجاز فی الاسناد کے مستعمل ہوتی ہے۔ مثلاً کبھی ہم کہتے ہیں کہ ہم کلکتہ سے چلکر لاہور پونہچے اور کبھی کہا جاتا ہے

عہ گدہا خوبصورت اور سپید ہو ۲عہ اور چھوڑ دی جاوینگی جوان اونٹنیاں دوڑ دھوپ دیکھا دیگی اونپر ۱۲ ۳عہ یعنے ہوا کر ڈالدیگی لوگوں کو سمندر میں ۴عہ یعنے گاڑیکا چلانے والا ۵عہ گاڑی کا محافظ ۶عہ یعنے مانند مینہ اور بادل

کہ گاڑی کلکتہ کی لاہور پونچ گئی ہے وغیرہ وغیرہ اسی طرح پر بعض افعال کو بطریق مجاز فی الاسناد کے کبھی دجال کیطرف نسبت کیا گیا ہے اور کبھی نار کیطرف اور کبھی ریح کیطرف

حدیث چہلم

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لا یخرج المھدی حتی تطلع من الشمس آیۃ رواہ البیہقی ونعیم بن حماد یعنے حضرت عبد اللہ بن عباس سے روائیت ہے نہیں ظہور کریگا مہدی یعنے غلبہ اوسکو نہو گا یہاں تک کہ ظاہر ہو گی آفتاب سے ایک بڑی نشانی روائیت کیا اسکو بیہقی اور نعیم بن حماد نے **ف** مخالفین نسبت تسلیم کرنے حدیث دارقطنی مذکورہ سابقہ کے طرح طرح کے عذرات باردہ پیش کرتے ہیں کہ خوی بد را بہانہ بسیار لہذا احادیث دارقطنی کی تائید میں یہ دوسری حدیث بیہقی اور نعیم بن حماد کی واسطے دور کرنے انکے عذرات باردہ کے اتماماً للحجۃ لکھی گئی یہ حدیث صحیح اسواسطے موید حدیث دارقطنی کی ہے کہ صرف چاند گہن جو رمضان ۱۳۱۱ھ میں واقع ہوا ہے وہ آئیت مہدی نہیں ہے بلکہ جب سورج گرہن بھی اوسی رمضان میں واقع ہو گیا تب آئیت ہوا اسواسطے آنحضرت صلعم نے صرف سورج گرہن کو آیت قرار دیکر فرمایا کہ لا یخرج المھدی حتی تطلع من الشمس آیۃ اور اگر یہ آئیت شمسی علیحدہ اور مستقل رکھی جاوے تو بھی یہ نشان واقع ہو چکا کیونکہ بتاریخ ۲۲ جنوری ۱۸۹۸ء ہندوستان کے بعض بلاد میں ایسا کامل سورج گرہن واقع ہوا کہ تمام آسمان تاریک ہو گیا تھا اور اس سورج گرہن کا یورپ وغیرہ تک بڑا غل وشور ہوا۔ غرضکہ حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود کی تصدیق دعوے کے لئے صدہا نشانات ارضی وسماوی وآیات الٰہی واقع ہو رہی ہیں[1] اگر ان سب نشانوں کو ایک جگہ جمع کیا جاوے تو بڑے دفتر میں بھی نہ سما سکے اس رسالہ مختصرہ میں صرف ان چہل حدیث پر اختصار کیا گیا + اب واضح ہو کہ ان احادیث مندرجہ

[1] علہ و کعبہ ما قبلہ سہ چوں مرا نورے پئے قومے مسیحی دادہ اند ۔ مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند ۔ می درخشم چوں قمر تابم چو قرص آفتاب ۔ کور چشم آنکہ در انکار افتادہ اند ۔ بشنوید اے طالبان کز غیب بکنند این ندا ۔ مصلحے باید کہ در ہر جا

کے روایات کی جرح وتعدیل کی ہمکو کچھ ضرورت نہیں کیونکہ فرض کیا کہ کوئی حدیث باعتبار اسناد کے ضعیف بھی ہو لیکن جب کہ مضمون اوسکا منجملہ واقعات کے ہوگیا تو اب اُسکی صحت میں کیا کلام باقی رہا گو اسناد کی روسے اوسمیں ضعف ہو اور اگر اقوال آئمہ اہل کشوف لکھی جاویں تو یہ رسالہ چہل حدیث بہت طویل ہوجاوے مگر چونکہ یہ رسالہ تتمہ ہے رسالہ اعلام الاعلام کا جو درجواب مولوی **محمد حسن** امروہوی معتقد شیخ اکبر مؤلف تفسیر غایت البرہان کے لکھا گیا ہے ۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک کشف شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا نسبت اس خلیفہ آخر الزمان کے لکھا جاوے تاکہ اونکی معتقدین پر پوری حجت ہو کیونکہ معتقدان شیخ اونکو کامل مکمل محی الملۃ والدین قطب المحققین مہبط انوار قدسیہ کاشف اسرار الٰہیہ خاتم الولایت اعتقاد کرتے ہیں پھر اونکے کشف کو جو واقع بھی ہوگیا ہو کیونکر تسلیم نہ کرینگے وھو ھذا **فصوص الحکم** میں آپ لکھتے ہیں وعلیٰ قدم شیث یکون اٰخر مولود یولد من ھذا النوع الانسانی وھو حامل اسرارہ ولیس بعدہ ولد فی ھذا النوع فھو خاتم الاولاد وتولد معہ اخت لہ فتخرج قبلہ ویخرج بعدھا یکون رأسہ عند رجلیھا ویکون مولدہ بالصین ولغتہ لغت بلدہ ویسری العقم فی الرجال والنساء فیکثر النکاح من غیر ولادۃ ویدعوھم الی اللہ فلا یجاب فاذا قبضہ اللہ وقبض مؤمنی زمانہ بقی من بقی مثل البھائم لا یحلون فعلیھم تقوم الساعۃ انتھی **مولانا عبد العلی صاحب** بحر العلوم رسالہ اشراط الساعۃ مسمی **فتح الرحمن** میں باب مہدی معہود وعیسےٰ موعود میں ترجمہ اس نص کا یوں تحریر فرماتے ہیں وتیرا یہ ۔ بدانستکہ در فصوص الحکم شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ میفرمائیں کہ در آخر زمان خواہد بود مولودے بر قدم شیث علیہ السلام وآن آخر مولود است دریں نوع انسانی وآن مولود حامل اسرار شیث علیہ السلام خواہد بود ونہ زائیدہ خواہد شد بعد ولادت ایں مولود ولدے دریں نوع انسانی پس ایں مولود خاتم الولادت است وزائیدہ خواہد شد

حلالا ولا یحرمون حراما ویتصرفون بحکم الطبیعۃ شھویۃ مجردۃ عن العقل والشرع

انیمولود از بطن واحد باین نمط کہ خارج شود اخت قبل خروج این مولود خارج خواہد شد
این مولود بعد آں اخت و خواہد بود سر این مولود نزد پائے آں اخت و خواہد شد انیمولود
در چین و زبان انیمولود و لغت وے مثل زبان بلاد وے خواہد بود و سرائیت خواہد کرد
بعد ولادت این مولود عقم در ہمہ مرد و زن پس کثیر خواہد شد نکاح بے ولادت و دعوت
خواہد کرد انیمولود قوم خود را بسوئے اللہ تعالٰی پس فرمانبردار نشوند ایں قوم این مولود را
و قبول دعوت وے نکنند پس وقتیکہ قبض کند اللہ تعالٰی انیمولود را و قبض کند مومناں را
کہ در زمان وے باشند باقی مانند کسانیکہ مثل بہائم اند کہ عقل معاد ندارند گویا انہا حیوان
اند بصورت انسان نہ حلال را حلال دانند و نہ حرام را حرام دانند و عمل کنند موافق شہوت
و خواہش چنیں شہوت کہ خالی است از مقتضائے عقل و شرع پس برانہا قائم شود
قیامت و خراب گردد دنیا و انتقال کند عمارت بسوئے آخرت انتہی کلام الشیخ
قدس سرہ۔ **واضح** ہو کہ کتاب فصوص الحکم کی نسبت جو شیخ اکبر علیہ الرحمتہ کی کتب میں
سے آخری کتاب ہے خود شیخ اکبر دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں اما بعد فانی رأیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مبشرۃ اریتہا فی العشر الاخر من المحرم سنۃ
سبع وعشرین وستمائۃ بمحروسۃ دمشق وبیدہ صلی اللہ علیہ (۶۲۷)
وسلم کتاب فقال لی ھذا کتاب فصوص الحکم خذہ واخرج بہ الی الناس
ینتفعون بہ فقلت السمع والطاعۃ للہ ولرسولہ واولی الامر منا۔
لہذا معتقدین شیخ علیہ الرحمتہ پر واجب اور ضروری ہے کہ مصداق اور مقتضا اور مراد
اس کشف کو تصدیق و تسلیم کریں کیونکہ شیخ نے خود اُسکے تصدیق کی نسبت امے رسول
کریم کو تصدیق اور تسلیم کیا ہے۔ اب واضح ہو کہ اقوال شراح کے دربارہ مصداق
اس کشف کے مختلف ہیں۔ کوئی مہدی کو اور کوئی غیر مہدی معہود کو مصداق اس کشف
کا قرار دیتا ہے۔ اور کوئی کہتا ہے کہ زمانہ مسیح بن مریم میں ہی یہ خلیفہ اللہ ہوگا لیکن حضرت

عله امابعد حمد و نعت کے پس تحقیق خواب میں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مبشرات سے تھے
دہہ محرم الحرام ۶۲۷ھ میں یہ بشرہ مجھکو [illegible] دمشق میں اور آنحضرت صلعم کے دست مبارک میں ایک کتاب تھی پس
آپ نے فرمایا کہ یہ کتاب فصوص الحکم ہے اسکو لو اور [illegible] کہ نفع پاویں گے وہ [illegible]

عیسے موعود ہی کے زمانہ میں فوت ہو جائیگا کیونکہ شیخ کے نزدیک حضرت عیسے بالضرور
خاتم الولایت ہیں اگر وہ فوت نہ ہو تو پھر حضرت عیسے کیونکر خاتم الولایت ہوویں چنانکہ شراح فصوص کے
خیال میں مہدی اور مسیح دو شخص ہیں بنوجہ بڑے بڑے اشکالات بھی اونپر وارد ہوتے ہیں جسکا دفع وہ نہیں
کرسکے اشکالات یہ ہیں کہ اگر یہ خاتم الاولاد جو خاتم الولائیت ہے مہدی قرار دیا جاوے
تو لازم آتا ہے کہ مسیح موعود کے اولاد نہ ہو حالانکہ احادیث سے مسیح موعود کے لئے
اولاد کا ہونا ثابت جو عظیم الشان ہوگی اور اگر مصداق اس کشف کا مسیح موعود کو قرار دیا
جاوے تو اسکا تولد بطریق توام کے ہونا چہ معنے دارد کیونکہ شراح کے خیال میں تو وہی
مسیح نازل ہوگا جو نبی اسرائیلی تھا اور اگر بعد مہدی و مسیح کے کسی دوسرے کو خاتم الاولاد
اور خاتم الولائیت مانا جاوے تو شیخ کے اعتقاد راسخ کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ شیخ
متعدد جگہہ پر اپنا اعتقاد تحریر فرماتے ہیں کہ خاتم الولائیت عیسے موعود ہیں غرضکہ ان اشکالونکا
جواب شافی کوئی شارح نہیں دیتا تاویلات بارد اپنی قیاسونکے موجب کرتے ہیں
لیکن بحولہ و قوتہ میں کہتا ہوں کہ یہ کشف شیخ علیہ الرحمتہ کا ایسے صاف طور پر پورا ہو گیا
کہ اوسمیں کسی طرحکا خرخشہ اور غبار باقی نہیں رہا ہے چنانچہ نہائت اختصار سے شرح
اوسکی یہ ہے کہ اپنے محل پر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ عیسے علیہ السلام نبی اسرائیلی فوت ہو چکے
اور یہ امر بھی اعلیٰ ترین ثبوت کو پونہچ چکا کہ مہدی اور عیسے دو شخص نہیں ہیں ایک ہی
شخص ہے جس میں دونوں شانیں ہیں ان دونوں امرونکو یا تو تسلیم کرلو ورنہ ادلہ قطعیہ
اسکے رسائل مؤلفہ میں دیکھو بعد اسکے اب سنو کہ یہ کشف شیخ کا جو چھ سو اٹھاسی برس کا
ہے پورے طور پر اس آخر زمان چودہویں صدی کے خلیفۃ اللہ پر صادق آگیا بیان اوسکا
یہ ہے کہ چونکہ زمانہ دوری ہے چنانچہ دن ہوتا ہے پھر رات آتی ہے پھر دن نکل آتا ہے
موسم گرمی ہوتا ہے پھر جاڑا آتا ہے پھر موسم گرمی لوٹ آتا ہے اسی طرح موسم بہار و خزان
ہمیشہ اپنا دورہ کرتے رہتے ہیں دیکھو محیط دائرہ کو جس نقطہ سے شروع ہوگا اسی نقطہ پر

جاکر ختم ہو جائیگا یہی معنے ہیں اوس مثل مشہور کے کہ اول باخر نسبتے دارد - پس جسطرح سے یہ دورہ جات موسم بہار و خزان کے سلسلہ جسمانی میں گردش کرتے رہتے ہیں - شیخ کے نزدیک اسیطرحپر سلسلہ روحانی میں بھی دور جاری ہے یہ مذہب شیخ کا کتاب و سنت سے بھی مستنبط ہے حدیث ان اللّٰہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل ماۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا سے بھی یہہ دور مستنبط ہوتا ہے - لہذا شیخ فرماتے ہیں کہ جس طرح پر حضرت شیث علی نبینا وعلیہ السلام سلسلہ بنی آدم میں پہلے اول مولود ہیں جو محل قابل عطایائے وھبیہ اور تجلیات الٰہیہ کے تھے آخر زمانہ میں بھی ایک ایسا آخر مولود ہونا چاہیئے جو حضرت شیث کے قدم پر ہو چنانچہ فرماتے ہیں وعلی قدم شیث یکون اٰخر مولود یولد من ھذا النوع الانسانی وھو حامل اسرارہ اور حضرت شیث چونکہ اول مولود تھے لہذا انکی ولادت اس شان سے ہوئی کہ بطن حضرت حوا سے جو توام پیدا ہوئے تھے اول وہ ظاہر ہوئے بعدہ اونکی بہن پیدا ہوئیں تا کہ اول مولود کہلاویں تو آخر دائرہ زمانہ میں جو شخص قدم شیث سے ہوگا اوسکا تولد اسطرحپر توام ہونا چاہیئے کہ اول بطن مادر سے لڑکی خارج ہو بعدہ وہ خلیفۃ اللہ قدم شیث پر پیدا ہو تا کہ آخر مولود کہلاوے اور اُسکے وفات کے بعد اوس جیسا خلیفۃ اللہ پیدا نہ ہو ہاں اگر ایسا کچھ ہو کہ اُسکی حیات میں ہے کوئی ولد انسان کامل ولادت پائی تو مرجوح ہے جیسا کہ حضرت شیث سے بھی ولد انسان کامل پیدا ہوا اسیواسطے حضرت شیخ نے لیس معہ ولد نہ فرمایا - بلکہ فرماتے ہیں - ولیس بعدہ ولد فی ھذا النوع فھو خاتم الاولاد وتولد معہ اخت لہ فتخرج قبلہ ویخرج بعدھا یکون راسہ عند رجلیھا مطلب شیخ کا اس کشف سے یہ ہے کہ اس نوع انسانی میں جو انی جاعل فی الارض خلیفۃ کا مصداق ہو بعد اس خلیفہ آخر الزمان کے کوئی مولود اوس جیسا نوع انسان میں کامل نہیں ہووے گا بعد کی قید اسیواسطے لگائی گئی ہے - کہ اوس کی حیات میں

علہ تحقیق اللہ تعالیٰ اس امت کے اصلاح کے لئے ہر ایک صدی پر ایک ایسے شخص کو پیدا اور مبعوث کرتا ہے جو اسکے دین اسلام کی برکات اور فیوض کو تجدید کر دیوے ۱۲ علہ تحقیق پیدا کرنے والا ہوں زمین میں ایک اپنا نائب ۱۲ منہ

کوئی مولود انسان کامل ہو سکتا ہے پس یہ خلیفہ آخر الزمان ایک وجہ سے تو خاتم الاولاد ہی اور دوسری وجہ سے خاتم الاباء بھی ہے اور شراح فصوص نے حضرت مہدی آخر الزمان کو خاتم الاباء بھی لکھا ہے چنانچہ عالم روحانی و ربانی حضرت شیخ عبد الرزاق قاشانی فصوص کی اس مقام کی شرح میں لکھتے ہیں (وخاتم الاباء فی ھذا النوع ھو المھدی علیہ السلام) اور اس شان سے توام پیدا ہونے میں سر یہ ہے کہ یہ خلیفہ چونکہ خلیفہ آخر الزمان ہے لہذا ضروری ہوا کہ اوس خلیفۃ اللہ ہیں در بارہ تبلیغ احکام اللہ جن کو آخر زمانہ مقتضی ہے۔ کوئی مادہ انفعالی باقی نہ رہے جو مادہ انوثیت ہے۔ اور چونکہ ہر ایک قوت کا مبداء سر سے شروع ہوتا ہے اور پھر وہ قوت بتدریج پیروں تک ضعیف ہوتی چلی جاتی ہے۔ لہذا مناسب ہوا کہ سر اوس توام مولود کا لڑکے کے پیروں کے پاس ہوتا کہ وہ مولود کسیطرح سے مادہ انفعالی کے ساتھ متاثر نہ ہوا ہو اب دیکھو تطبیق اس کشف کی جسکو مدت تقریباً چھ سو اٹھاسی برس کی ہو چکی اور حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود جناب **مرزا غلام احمد صاحب** کے کیسا پور پورا چسپاں صادق آتا ہے کیونکہ انکی ولادت بعینہا اسی طرح پر توام ہوئی ہے جس طرح پر پیشین گوئی شیخ میں مندرج ہے۔ اگر کسیکو شک ہو تو دریافت کرلے اون مخالفین سے جو خاص حضرت مرزا صاحب کے خاندان سے بہ کثرت تواتر موجود ہیں والحمد للہ۔ اب واضح ہو کہ حضرت اقدس کے اباؤ اجداد جو فارسی الاصل ہیں بعض اونکے سمرقندی الاصل بھی ہیں چنانچہ کتاب تبلیغ وغیرہ میں اسکی تصریح موجود ہے اور یہ بات تو جغرافیہ دانوں پر واضح ہے کہ سمرقند چینی تاتار میں ہے جس کی نسبت وارد ہے کہ اطلبوا العلم ولو کان بالصین[1] کیونکہ ملک چین اقصی البلاد سے ہے لہذا شیخ فرماتے ہیں ویکون مولدہ بالصین سریہ ہے کہ جیسے بہ لحاظ زمانہ کے یہ خلیفۃ اللہ آخر الزمان ہوا باعتبار مکان کے بھی منتہی البلاد سے ہونا چاہیئے آگے شیخ فرماتے ہیں کہ و

[1] یعنے طلب کرو تم علم کو اگرچہ اقصی البلاد جیسے چین میں ہو ۱۲ منہ

لغتہ لغت بلد کا - مراد لغت سے جو مضاف اور مضاف الیہ ہے باضافت
تخصیصی وہ الہام یا کلام ہے جو اس خلیفہ آخر الزمان کو وہبی طور پر عنایت ہوگا مطلب یہ ہے
کہ جیسے وہ باعتبار زمان کے آخر باعتبار مکان کے منتہی البلاد اسیطرح بلحاظ اپنے کلام کے
بھی منتہی الکلام ہوگا یعنے اسکی کلام کا کوئی مخالف مقابلہ نہ کر سکے گا اور چونکہ فیض روحانی دنیا
سے منقطع ہو چکا ہوگا اور تمام سلاسل روحانی میں کچھ نہ کچھ فساد جاری ہو گیا ہوگا لہذا اُسکا کلام
یا الہام بھی نعمان سفلی فقہائے زمانہ سے نہایت ارفع درجہ پر ہوگا کہ وہ اسکو قبول نہ کرینگے اور اسی
کیطرف حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے کہ لو کان العلم معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس[۱]
اب چونکہ یہ خلیفہ آخر الزمان ہے بعد اُسکے کوئی ایسا مولود پیدا نہ ہوگا - جو ایسے خلیفۃ اللہ کا مصداق
ہو - لہذا فرماتے ہیں و یسری العقم فی الرجال والنساء فیکثر النکاح من غیر ولادۃ
اور واضح ہو کہ حضرت اقدس کو سولہ سترہ برس سے یہ الہام بھی ہو چکا ہے کہ دنیا میں ایک
نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا - لیکن خدا اوسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اوسکی
سچائی کو ظاہر کریگا لہذا شیخ اکبر مضمون اس الہام کو مجملاً اپنے کشف میں تحریر فرماتے ہیں و یدعوہم
الی اللہ فلا یجاب اب چونکہ کوئی سچا داعی الی اللہ ایسا نہیں ہوا جو بالآخر زور آور حملوں کے
ساتھ موید من اللہ نہ ہوا ہو اور اسکی سچائی دنیا پر ظاہر نہ کی گئی ہو لہذا و یدعوہم الی اللہ
کو تائید الٰہی لوازم میں سے ہے - پس یہ مقولہ و یدعوہم الی اللہ باواز بلند فقرہ آخری الہام
حضرت اقدس کو تبلا رہا ہے اور کشف شیخ اکبر متعلق ہے اوپر الہام حضرت اقدس کے
وہو المطلوب آخر کشف میں بالاجمال وہی مضامین ہیں جو احادیث میں بعد انقضاء زمانہ
عیسے موعود کے مفصلاً آئی ہیں اونکی شرح کی کچھ ضرورت نہیں اس کشف شیخ سے وہ مقولہ
بھی صحیح ہو گیا جو نسبت مسیح موعود کے مخالفین کی زبان پر مشہور ہے - لا یقبل الا الاسلام
یعنے جبکہ اوس مسیح موعود میں مادہ انفعالی موجود ہی نہیں اور دعوت الی اللہ اوسکی صرف
حجت اور برہان سے ہے تو اب قبول جزیہ کیسا - قبول جزیہ تو سیفی دعوت میں ہوسکتا ہے

[۱] اگر جاویگے گا علم دین منزل ثریا تو لے لیوے گا ۱۲

نہ اوس مسیح موعود کے وقت میں جو مصداق ہے یضع الحرب کا۔ اب آخری التماس عاجز کی بخدمت ناظرین رسالہ کے یہ ہے کہ جب اس خلیفۃ اللہ کے لئے اسقدر نشانات و آیات الٰہی واقع ہو چکے تو اب بھی تصدیق نکرنا ایسا ہے جیسا کوئی مسافر دہلی کو جانیوالا تمام راستہ دہلی کو اپنے تمام نشانوں اور علامات کے ساتھ طے کر کر دہلی دروازہ پر پہونچ جاوے اور پھر یہ کہنے لگے کہ میں تو اسکو شہر دہلی تسلیم نہیں کرتا ہوں ونعوذ باللہ من ہذہ السفاہۃ و عناد المخالفین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین حررہ

محمد احسن قال مولانا و بالفضل اولانا حکیم الامۃ والاسلام ہادی الانام بعد ما سمعہ

انت محمد او حسن نلحن الیہ جزاء

وجہ تسمیہ رسالہ ہذا بہ مسک العارف

رویا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیان

بتاریخ نہم رمضان المبارک ۱۳۱۲ ہجری حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود نے خواب دیکھا کہ ملازم مرزا نکا مسمی پیرا دروازے پر کھڑا ہوا اواز دے رہا ہے کہ یہ خط لیجاو مولوی سید محمد احسن صاحب کا خط ہے جب حضرت اقدس نے اوس خط کو لیا تو اوسپر لکھا ہوا بہت کچھ ہے مگر حضرت اقدس نے اوسوقت صرف (العارف) پڑھا جب آپ اوس خط کو اندر مکان کے لیگئے تو اسکو **مسک العارف** پڑھا پھر آنکھ کھل گئی فقط وقت صبح بیان فرمایا۔

۱۲ فروری ۱۸۹۵ء لہذا اس رسالہ کا نام مسک العارف رکھا جانیسے یہ مضمون رویا کا پورا واقع ہو گیا والحمد للہ

قصیدہ از خاکسار حافظ سید محمد مختار احمد مختار شاہجہانپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

اے چشمۂ جود و کرم	بحر فیوضات اتم	عالی ہمم والا حشم	محبوب رب ذو الکرم
اے مصدر لطف و عطا	اے معدن جود و سخا	اے منبع مہر و وفا	اے مخزن فیض اتم
اے حامئ دین متین	اے خادم شرع مبین	اے عالم علم الیقین	اے عاشق شاہ امم
اے چارہ بیچارگان	اے رہنمائے گمرہاں	اے مرہم آزار جاں	اے مظہر لطف و کرم

اے مظہرِ شانِ خدا	محبوبِ خاصانِ خدا	پابندِ فرمانِ خدا	سرتا بہ پا لطف و کرم
اے ہادیِ با عز و شاں	اے مہدیِ آخر زماں	اے باعثِ آرامِ جاں	اے دافعِ رنج و الم
اے موردِ انعامِ حق	اے باعثِ اکرامِ حق	اے مہبطِ الہامِ حق	اے ذی حشم اے محترم
اے مہدیِ عالی ہمم	اے ہادیِ والا حشم	اے عیسیِٰ فرخ شیم	اے رہبرِ راہِ ارم
اے عشقِ تو ایمانِ من	اے الفتِ تو جانِ من	اے دردِ تو درمانِ من	اکنون بمطلب آمدم
تو ہے ہمارا پیشوا	تو ہے ہمارا رہنما	تو ہے ہمارا مقتدا	اک چاکرِ کمتر ہیں ہم
گو رنج و غم سہتے ہیں ہم	مشقِ ستم رہتے ہیں ہم	لیکن یہی کہتے ہیں ہم	تجھ پر فدا ہو جائیں ہم
ہوتیں ہیں ظلم ناروا	لیکن ہمیں پرواہ ہے کیا	جب تیرے آگے کر دیا	ہم نے سرِ تسلیم خم
ہم سب کو ہے اے نیک خو	تیرے لقا کی آرزو	کرتے ہیں تیری گفتگو	لحظہ بلحظہ دمبدم
جو عالمان با خدا	رکھتے ہیں علم با صفا	دل تجھ پہ کرتے ہیں فدا	پیتے ہیں دھو دھو کر قدم
باقی ہیں جو نا آشنا	وہ تجھ کو کہتے ہیں برا	تیرے غلام اے پیشوا	کہتے ہیں اُن سے دمبدم
دیکھو تم اے اہلِ ریا	دیکھو تم اے اہلِ جفا	دیکھو تم اے اہلِ دغا	دیکھو تم اے اہلِ ستم
وہ پہلوان با خدا	وہ شہسوار با صفا	تم سب کو ہے للکارتا	آجاؤ سب ہو کر کلہم
دکھلا کے فرمانِ خدا	با قولِ شاہِ انبیا	ثابت کرو یہ مسئلہ	اے بانیِ جور و ستم
یعنی مسیحِ ناصری	اللہ کے پیارے نبی	با این حیاتِ دنیوی	ہیں ساکنِ چرخِ دُوم
بے وجہ اے اہلِ ریا	کرتے ہو تم جور و جفا	کیوں دور تم نے کر دیا	خوفِ خدائے اکبرم
ہیں حضرتِ عیسےٰ کہاں	ہو واپس آئیں گے کہاں	ہے بے سر و پا یہ گماں	خلاقِ عالم کی قسم
خالق نے فرمایا نہیں[1]	قرآن میں آیا نہیں	حضرت نے فرمایا نہیں	پھر مان لیں کس طرح ہم
قرآن کیا کچھ دور ہے	دیکھے جسے منظور ہے	جینے کا کچھ مذکور ہے	یا فوت ہونا ہے رقم
علامہ شیخ عسکلی	لکھیں وفاتِ عیسوی	لیکن نہ مانیں مولوی	تو کیا کریں عاجز ہیں ہم
لوگو کرو خالق کا ڈر	بھولو نہ اپنے علم پر	کہتے ہیں کیا اہلِ نظر	دیکھو اسے ہو کر بہم
مالک نے فرمایا ہے کیا	کیا ابنِ قیم نے لکھا	کیا ہے محمد نے کہا	کیا کہتے ہیں ابنِ حزم
فرزندِ عمِّ مصطفےٰ	ارشاد فرماتے ہیں کیا	دیکھے جسے ہو شک ذرا	کیا ہے بخاری میں رقم
قولِ جنابِ عائشہ	طبرانی میں بھی یوں لکھا	یعنی مسیحِ با صفا	راہی ہوئے سوئے عدم
ان سب کا ہے یہ قول جب	لازم ہے پھر انکار کب	کیا کرتے ہو لوگو غضب	یہ کرتے ہو تم کیا ستم
باز آؤ ان عادات سے	ناخوش نہ ہو اسبات سے	ثابت ہے تیس آیات سے	موتِ مسیحِ ذی حشم
جبکہ یہ فرمانِ خدا	جب ہے یہ قولِ مصطفےٰ	پھر ماننے میں عذر کیا	کر دو سرِ تسلیم خم

عہ دیکھو سراج منیر عہ دیکھو مجمع بحار الانوار جلد اول عہ دیکھو مدارج السالکین ۱۲ عہ دیکھو صحیح بخاری شریف کتاب التفسیر آیۃ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الخ و آیۃ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب

باز آؤ ظلم و جور سے
کیا فائدہ اس طور سے
دیکھو نگاہ غور سے
حال غلام احمد م

قول شہ جن و بشر
صادق ہیں او بسر بسر
انصاف سے دیکھو اگر
پاؤ نہ مطلق بیش و کم

شمس و قمر کا واقعہ
تھا جو کہ قول مصطفےٰ
وہ بھی تو پورا ہو گیا
پھر کس طرح مانیں نہ ہم

میدان میں وہ شیر نر
تنہا کھڑا ہے بے خطر
آجائے جو خم ٹھونک کے
ہے کون ایسا تازہ دم

عیسائی ہوں یا آریا
یا نیچری یا دہریا
یا اور اُسکے ماسوا
برہمو ہوں یا ہندو دھرم

المختصر کل اشقیا
اُوسکے مقابل آئیں کیا
بیجان سب کو کر دیا
حجت نے اوسکی یک قلم

وہ حامی اسلام ہے
اوسکا یہی اک کام ہے
مصروف صبح و شام ہے
اسکام میں وہ ذی حشم

وہ عز و جاہ قوم ہے
وہ بادشاہ قوم ہے
وہ خیر خواہ قوم ہے
قوم اوس پہ کرتی ہے ستم

اے قوم اب بہر خدا
تو اپنی ضد سے باز آ
کر اپنی حالت پہ ذرا
تو آپ ہی لطف و کرم

اے امت شاہ عرب
کافر دیا کس کو لقب
یہ کیا کیا تو نے غضب
یہ کیا کیا تو نے ستم

وہ مہدی معہود ہے
وہ عیسےٰ موعود ہے
اوسکا عدو مردود ہے
نزد خدائے اکرم

ہاں ہے وہ منظور خدا
ہاں ہے وہ مامور خدا
ہاں ہے وہ پُر نور خدا
لاریب سلطان القلم

عالم میں اسکی خوبیاں
ہیں جلوہ گر خورشید ساں
معروف ہے اوسکی زباں
مشہور ہے اوسکا قلم

کیا لب ہیں کیا تقریر ہے
کیا بات کیا تاثیر ہے
کیا ہاتھ کیا تحریر ہے
پُر زور ہے کیسا قلم

اُسکے مقابل ذی ادب
کب کھولتے ہیں اپنے لب
جملہ فصیحان عرب
خاموش ہیں مثل عجم

وہ شاہسوار نامور
مائل اگر ہو بحث پر
بھاگیں عدو بد گہر
ٹھہریں نہ ہرگز ایکدم

ترساں ہے جمیع دشمنان
لرزاں ہے انبوہ گراں
ہے اُسکی کلک و زباں
گویا کہ شمشیر دو دم

جو عزت دیں اونسے کی
جو عظمت دین اونسے کی
جو خدمت دیں اونسے کی
عاجز ہے لکھنے سے قلم

یہ آسمان پیر اگر
لے مشعل شمس و قمر
چکر لگائے در بدر
گا ہے عرب گا ہے عجم

لیکن اسے کوئی بشر
اوسکا نظیر آئے نظر
ہے غیر ممکن سر بسر
ایمان سے کہتے ہیں ہم

پھر اوسکی توصیف و ثنا
کیا کر سکے کوئی ادا
اے دل تو اب کر یہ دعا
آمین کہتے جائیں ہم

اے خالق ارض و سما
اے مالک ہر دو سرا
دے تو انہیں فہم و ذکا
تا مان لیں اہل ستم

آپس کے جھگڑے دور ہوں
مل جل کے سب مسرور ہوں
بغض و حسد منجو ہوں
مفقود ہوں رنج و الم

دجال بد اطوار پر
عیسےٰ کو دے فتح و ظفر
خدام کے دل شاد کر
اے ذو الجلال و ذو الکرم

کر ختم اب یہ داستاں
کیا تو ہے کیا تیرا بیاں
مختار روک اپنی زباں
مختار تھام اپنا قلم

المشتہر

سید محمد احسن امروہی ۱۴ مارچ ۹۸ء مقام قادیان ضلع گورداسپور